

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224434

UNIVERSAL
LIBRARY

DAMAGE BOOK

224434

رفیق مادران

جس کو

دہر چند و پنڈت گجھڑیاں بلوئی سابق طالب علمان سینٹ ٹیٹنٹریشن کالج

نے

ڈو کٹر ایف۔ جی سڈنٹر کی نڈر زکپنپین و
ڈو کٹر اینڈر و کوئٹب کی نیجینٹ اوف الفیسی

سے

بہ لظنہ افادہ مستورات و اطفال ملک

ترجمہ و تالیف کیا

طبع محب بہند فیض بازار باہتمام منشی حکیماتہ

جولائی ۱۸۹۰ء

تمام حقوق محفوظ ہیں

سریرام پوری کانڈرپر | ولایتی کانڈرپر
چار آنے بلا محصول اک | چھ آنے بلا محصول
{ قیمت ۵۰۰ } بیع اول

فہرست مضامین برقیں مادران

۲۹

صفحہ نمبر	باب	مضمون	صفحہ نمبر	باب	مضمون
۲۳	۷	جھوٹ	۲۵-۱	۱	پیدائش
۲۲	۸	سولی تھپارا	۶	۲	دودھ پلانا اور پالنا
۱۹-۲۵	۹	دانت نکلنے کے بارہ میں	۸۰۷	۳	صحت اور زندگی پر تاثر ہوا
۳۳-۳۵	۱۰	مڑور سبائشیخ	۱۱-۹	۴	کارٹر
۳۲-۳۴	۱۱	دستون کا بیان	۱۱-۹	۴	نہلنے اور گرم پانی سے
۳۷	۱۲	قبض	۱۱-۹	۴	نہلنے کا بیان
۳۰-۳۹	۱۳	جڑے کا بیان	۱۱-۹	۴	پوشاک
۳۱-۳۲	۱۴	بچپن میں ورزش	۱۱-۹	۴	خوراک
۴۲	۱۵	بچوں کی صحت کے متعلق بعض عام باتیں -	۱۸	۵	عام بیماریاں
۳۳-۳۴	۱۶	کہانے پینے کے بیان میں	۱۹	۱	دائپر کی بیماری
۴۵-۴۶	۱	دربارہ خلدی تعلیم اطفال	۲۰	۲	کھنڈین کا بیان
۵-۱۹	۲	عملی باتیں جو اخلاقی تربیت کے واسطے ضروری ہیں	۳	۳	اعضا کی نگہ داری
۳۷-۵۸	۳	بچوں کی طریق پرورش کی مروجہ خرابیاں -	۲۰	۴	بچوں کے انتہائی وغیرہ کا
			۲۱	۵	نقص -
			۲۲	۶	ہیجکاپس کی بچہ
					اسکھ کا درد

دیباچہ

ناظرین - ہیر کیسیلنسی لارڈ ڈفرن سابق گورنر جنرل دو ایسٹ انڈیا کے عہد میں ہیر کیسیلنسی لیڈی ڈفرن نے لیڈی ڈفرن فنڈ کی تحریک جو وقت سے ہی اوزار کی بنیاد قائم ہوئی پھر ہندوستان کی استورات کی عام حالت کی درستی اور اصلاح کا بہت خیال ہوا اور میں اس وقت سے برابر اس کی کارروائی کو بغور دیکھتا رہا اور اسی وقت سے مدام دہلیں پہنچاؤں میں رہی کہ میں ہی اپنی بساط اور بیچ قابلیت کے موافق کسی طرح اس فنڈ کی امداد اور معاونت کر کے وہ فرض خود متکداری کا جو ہر تعلیم یافتہ ہندو کا ہے وقتاً فوقتاً میری اس خواہش کو مختلف اوقات و امور کے باعث تحریک ہوتی رہی میں بالخصوص جناب جے چارلس ایلٹ صاحب منسٹر پبلک کرسٹیاں پائرنٹ کی اس تقریر نے جو اتھون کے عہدہ چند ماہ گذرا کلکتہ کے مدرسہ اسلامیہ میں جلسہ تقسیم انعام کے موقع پر فرمائی تھی مجھ کو اس کام پر آمادہ کیا جو اب پبلک کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اس تقریر میں ہیر چارلس نے ہندو کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو صرف سرکاری ملازمت پر بہرہ رسہ نہ کرنے اور علمی تحقیق و تفتیش اور تصنیف و تالیف کی ہدایت کی تھی انہی اس ہدایت نے میرے دل میں جگہ بکھری اور میں نے اپنے ہم مدرسہ فریق پنڈت گپیدیاں صاحب سے معاملہ کو ظاہر کیا جو کہ اتھن ایام میں ہندوستان کے اطفال اور نوجوانوں کی اخلاقی تعلیم کی طرف متوجہ تھے۔ سزا دل تھی اور شہر بہت زور دیا جا رہا تھا اور ڈوگری انڈر ڈوگری کی کتاب بارہ انتظام تربیت اطفال اور منڈلین میرے زیر نظر تھیں بشورہ پنڈت صاحب ان دونوں کتب کے ترجمہ اردو کی تجویز ہوئی اگرچہ اس امر کا بہت خیال آیا کہ علمی تالیف اور تصنیف کے میدان میں جو گائی بازی کر نیکی ہے بہت زیادہ لائق شہسوار اور جو ہیں اور میں اس مضمون کے اس حصہ میں جس کو امراض اور علاج سے تعلق ہے بہت کم واقفیت ہے اور یہی اندیشہ ہوا کہ اہل ملک اس کام کو نظر نہ دہنی اور عیب جوئی سے دیکھیں گے تو اس میں سہو و خطا ہی پائیگی لیکن بصدق اس کے کہ -

عیب جو یاں سخن ڈہنڈتے بن عیب امیر جو ہنہندین وہ داد نہ دیتے ہیں -

اہل ملک کی خیم پوٹی اور قدر دانی کے بہرہ سے پر بہہ کام انکی خدمت میں پیش کیا جانا ہے اردو زبان کی
 طبعی نفاذ کے ذمہ داری کسی اور انگریزی اصطلاحات اور ادویہ کے ہم معنی الفاظ کی عدم موجودگی نے دوسرے
 باب کی عبارت کو حسب خواہ عمدہ اور عام فہم ہونے کی اجازت نہ دی اگر اہل ملک نے اس کتاب کی قدر و
 کی اور یہ اچھے کچھ سہی ثابت ہوئی تو نذرہ موقع و فرصت اس مضمون کے مختلف حصوں پر وقتاً فوقتاً دیگر
 انگریزی کتب سے اردو و ناگری بہا شاہیں ترجمہ کر کر مختصر رسالے طبع کرینا ارادہ ہے تاکہ مستورات ملک کو
 اپنی حفاظت جان اور تندرستی اور اپنی اولاد و اطفال کی صحت جسمانی و اخلاقی تقابہ کر سکیں کہ مدد ملے۔

اس امر کا تحریر کرنا بھی موقع نہیں معلوم ہوتا کہ یہ کتاب اپنے مضمون کے لحاظ سے ہدایت نامہ ایسا نیک کا
 (جسکو قریب عرصہ دو تین سال گذرا بالوالہ انباش خیر نسواں نے بنگالی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے) دوسرا
 حصہ یا ایک جزو ہے انہیں ایام حمل اور پیدائش کے وقت کا ذکر نہایت تفصیل و توفیر بہ مندرجہ پر لیکن
 پیدائش کے بعد اطفال کے عوارض جسمانی اور معالجہ کی نسبت کافی تفصیل سے نہیں لکھا اور اخلاقی تعلیم کی نسبت
 کچھ بھی ذکر نہیں ہے۔ چونکہ انسانی تفریق اور تہذیب کیلئے صرف جسمانی صحت بلا اخلاقی صحت کے سب کا انتظام
 ایام طفولیت بلکہ وقت ولادت سے ہی ہونا چاہئے بالکل ناکافی ہے اسلئے تیسرے باب میں اس کی کوئی مختصر توجیہ
 کیا گیا ہے۔ ہرکے اسکالہت افسوس ہے کہ مختلف سہولتوں سے اس کتاب کی تمنا بت وغیرہ جاری خواہش اور اردو دیگر
 عمدہ ہوسکی ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر اس اعلیٰ کی اہل ملک نے قدر دانی کی تو منقریب سکا دوسرا ایڈیشن بہت
 اپزادی و توسیع مضمون اور صحت اور عمدگی سے طبع کیا جائیگا اور ان مستورات کے فائدہ کیلئے جو اردو زبان
 اسکے اصطلاحات نہیں کر سکتیں اسکا ناگری ایڈیشن ہی شایع کیا جائیگا۔

اس امر کا کہ اس کتاب سے ذاتی فائدہ کہاں تک مد نظر کیا گیا ہے ناظرین اسکی قیمت پر خیال فرمائیں
 ہم آخر میں اس معاونت اور مدد کوئی شکریہ کا اظہار نہیں سکتے ہیں بلکہ لارڈ ہکنڈرین صاحب سابق
 طالب علم مشن کالج واپر پرنسٹن انجینئر (پنجاب) نے اس کتاب کی تیسری میں میں دی ہے تیسرے باب کا
 زیادہ تر انہیں کی کوشش اور قابلیت کا نتیجہ ہے۔

امیر حسد۔ دہلی۔ ۲۰ جولائی ۱۹۰۷ء

باب اول فصل اول

بچہ کی پرورش کے بارہ مہینے

علم طب کے کسی حصہ پر وہ کثرت سے اتنی عرق ریزی نہیں کی اور اس عرق ریزی اور جان نثاری سے اتنی کامیابی حاصل نہیں کی جیسی کہ علم دینی شریعت میں ان کی کوشش تھی اور کامیابی بھی ہوئی ہے۔ پہلے پہل جاہل لوگ اپنے وہم و حماقت کے سبب بہت سی تاہیرین عمل میں لاتے رہے کہ انکی اولاد خوب تو مند و توانا ہو اور ہر طرح کی بیماری سے محفوظ رہے۔ لیکن آخر کو یہی پایا گیا کہ قدرت کے کاموں میں دخل دینا بیفائدہ ہے۔ کیونکہ بڑے بڑے تجربہ کار حکیم اس بات پر متفق ہیں کہ بچہ کی پرورش میں کسی جلدی نہیں کرنی چاہئے۔ اور نہ اس میں خواہ مخواہ دخل دینا چاہئے۔ جب ہم کو اس بات کا خیال آتا ہے کہ ہزاروں جانیں ایسی کوششوں کے سبب ہی تلف ہو گئیں جنہیں لوگوں نے قانون قدرت سے گریز کر کے اپنی دامانی کو کام نریا اور اُسے دنوں میں ہی سمائی زہی کہ بچہ پیدا ہو سکے وقت خود زچہ بہت کوشش نہیں کر سکتی اور نہ اور لوگ اُسکی مدد کر سکتے ہیں۔

اُجکل ہماری برہمی خوش اتفاقی ہے کہ اُس دائمی گری کے پیشہ اور طریقہ کا پتہ ہی نہیں جو پہلے مائیں میں عمل میں آتا تھا۔ بلکہ بالکل نئے طریقوں پر عمل ہوتا ہے اور اب ایک عرصہ سے بڑے بڑے عالم طبیبوں کی یہی کوشش رہی ہے کہ اُن کو وہ اور یہ وہ طریقہ نکال دے۔ کہ میں جبکو لوگ غلطی سے بہت خیال کرتے تھے کہ گویا اُن سے عورت کو جتنے کی وقت مدد ملتی ہے۔ (جیسے خوشبوؤں اور عطر کا پلانا سونگھانا) اور ایسے ایسے طریقے استعمال کرنا جن سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ خرابی گویا ایک فن ہے جسکا سیکھنا اور سکھانا لازم ہے اور کوئی معمولی یا سہل بات نہیں۔

جوُن جنے کے دن نزدیک آتے جاتے ہیں عورتیں عموماً فکر کے مارے سوکھ کر کاناٹا ہوتی جاتی

ہین اور یہ دونوں پہلے سے تیار یاں کرنے لگتی ہیں گویا کوئی نئی ہم دپیش ہے۔ انکا اس قدر خوف اور آنکی ایسی تیار یاں محض فضول میں کیونکہ اگر پہلی ہی سے انکی صحت میں کچھ ضرورہ آیا تو انکو خاطر جمع کہنی چاہئے کہ قدرت ہی انکی بہت نگہبردہ کرتی ہے جو تو کو بچنے کے وزن میں صرف قدرت پر بہرہ دہہ رکھنا لازم ہے نہ کہ انکو اس طرح بعض اوقات کام دیر سے ہوتا ہے لیکن ہر طرح سے نونی خطر سے محفوظ رہیگی۔ اگر قدرت کے طریقوں میں دخل دیا جائے تو بیشک اسکا انجام تکلیف اور خطرہ ہوگا۔

حاملہ کی اس قسم کی کوششوں سے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ اسکی طاقت بالکل زایل ہو جائے اور پھر اس تکلیف کو جو بچہ بننے کے وقت ہونی ہے بالکل نہ جھیل سکے اسکے خلاف اگر رحم کا سونہا نہ ہی تیار ہو تو اسکے چوڑانے سے جہلی ہیٹ جائیگا اندیشہ ہوتا ہے اور کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ ایسا کرنے کو اکثر عورتیں یا تو بخار میں مبتلا ہو جاتی ہیں یا باقی زندگی کو اسطے تکلیف میں مبتلا رہتی ہیں۔ یہ تو اکثر عورتوں کی کیفیت ہوتی ہے لیکن انہی پر کیا منحصر ہے۔ اکثر اوقات ڈاکٹر لوگ ہم انہی مشہور اور نام کی خاطر بہت سے خون کرتے ہیں کیونکہ یہاں انکو خبر لگی کہ فلان صاحب کے بچہ ہو گیا ہے اور وہ بلائے گئے ہیں خود اپنے آلات اور آمد از سینہاں چھٹے ہیں اگر بچہ چھٹے ہیں اور چہرہ بیاڑ کو بالکل متعدد ہوجاتے ہیں تا کہ وہ ان سے فارغ ہو کر وہ دوسری جگہ پہنچیں اور بچاری حاملہ ہی یہی چاہتی ہے کہ جتنی جلدی باپ سے بہتر۔ پس ڈاکٹر صاحب ہی چھٹے پٹ بچہ کو نکال لانے کی کوشش کرتے ہیں خواہ زچہ اور بچہ دونوں کی جان کو خطرہ ہو۔ انہی کچھ بڑا وہ نہیں کیونکہ جتنی جلدی اپنے کام کو انجام دینا چاہتے ہیں انکی شہرت زیادہ ہوتی ہے ماورا درجہاں لوگ ہی دوڑ دوڑ کر انکے پاس آتے ہیں۔

بعض متوجوں پر تو بیشک ڈاکٹر یوں کے اوزاروں کا استعمال ضروری ہوتا ہے لیکن چہاں تک ہو سکے بہت کم اور بڑی احتیاط سے انکو استعمال میں لانا چاہئے۔

جب بچہ پیدا ہو گیا ہو تو چہاں میں سوئے ایک دائمی اور بڑی ہوشیار نگہ کے اور کوئی نہیں ہونا

جائے یہ جو عورتیں اسپین کہ لیا کرتی ہیں کہ جب تمہارے درد اٹھے تو ہم کبیر کرنا یہہ
بالکل مفربے کیونکہ اسوقت اُنکے وہاں ہونے سے زچہ کی تکلیف بڑھی ہی ہے کچھ گھنٹی نہیں سچ کے
پیدا ہو جائیکے بعد ماکو تاندہ ہو اور آرام کا بلنا ضروری ہے تاکہ سچا وغیرہ سے بھی رہے۔
پس ایسے وقت اور عورتوں کو اسکے پاس ہرگز نہ آنے دینا چاہئے۔ کیونکہ اس سے اُنکے آرام
میں خلل پڑتا ہے اور اگر مبارکبادی وغیرہ کا خیال ہو تو صرف خاوند کی مبارکبادی کا قی ہے
لیکن اُسکو ہی چند لمحہ سے زیادہ وہاں نہیں رہنے دینا نہیں چاہئے۔ اور اسی خیال سے کہ اُنکے
آرام میں خلل نہ پڑے بچ کو پاس کے کسی اور مکان میں بٹھانا دینا چاہئے۔ کیونکہ جب وہ
بہت چختا ہے تو زچہ کے آرام میں خلل ہوتا ہے۔

اگرچہ خاموشی، آرام، نازمی ہوا، زچہ خانہ کی صفائی، زچہ کو معتدل خوراک کا بلنا وغیرہ
سچا وغیرہ بچانے اور جلد بھاؤ ہو کر اٹھنے کے لئے ضروری ہیں۔ لیکن ان سب باتوں سے کچھ
فائدہ نہیں ہوگا۔ اگر زچہ اپنے بچ کو دودھ نہ پلائے تو وہ جو چاہتا ہوں سے نکلے کو ہوتا ہے
روکا جائے تو اس سے بہا ہتوں پر نہ صرف جلن ہی پیدا ہو جاتی ہے اور پھول جاتی ہیں بلکہ
تمام ہم میں سخت سچا پیدا ہو جاتا ہے۔ دودھ کو چاہتا ہوں کے راستہ سے روک کر اور حقہ میں
پیسلانا گویا قدرت سے لڑائی باندھنی ہے۔ اس سے زچہ اور بچہ دونوں کی جان کو اتنا ہی خطرہ
جتنا حل گرانیکا کی کوشش میں ہوتا ہے دودھ کو جو اصل میں خون ہوتا ہے بغیر نقصان صحت
روک نہیں گئے۔ اگر اسے روک لین تو وہ کسی اور حصہ میں جا کر جمانا ہے۔ اور اس سے جان
پیدا ہوتی ہے۔ اگر اُسکو دست آور اور سینہ لانیوالی دائیں دیکر اور طرف سے لگانا چاہیں
تو دواؤں کے اثر سے مضبوط سے مضبوط عورت کو بڑا صدمہ ہوتا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ بہت سی عورتیں اپنے بچوں کو بالکل دودھ نہیں پلا تیں اور پھر یہی بالکل تندر
رہتی ہیں۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے کیونکہ اگر زچہ کی بیماری وغیرہ کے سوائے کسی اور صورت
میں بچہ کو دودھ نہ پلا یا جائے تو ضرور بچہ اور ماں دونوں کو نقصان ہوتا ہے۔ وہی

ہائیان جو حاملہ سورتون کے حمل گرنے میں مدد کر سکیں مستعد ہوتی ہیں اسوقت یہی زچاؤن کو بہرہ
 صلاح دیتی ہیں کہ وہ خود دودھ نہ پلائیں ان سے پلوالین۔ زچاؤن کو انکی باتون میں ہرگز نہ مانا
 چاہئے کیونکہ اگرچہ انکو اسوقت ہی اسکی تکلیف اور نقصان معلوم ہوں لیکن میں ضرور معلوم ہرگی
 اسطرح ایک بچہ سے جو برجمی کیجاتی ہے اس کے سبب نہ صرف وہ بچہ تکلیف پاتا ہے بلکہ وہ خود آئندہ
 کیلئے اولاد سے محروم ہوجاتی ہیں۔

یہ بات شکر دل تہراتا ہے کہ بیچاری عورت کی ذات ہی اپنے بچوں کے گلوں پر اسطرح چہرہ پہرے
 لیکن ایسا شاید لوگوں میں ہی ہوا کرتا ہے اور وہ ہی شانہ و نادر۔ ورنہ حیون تک میں
 یہ دستور نہیں۔ حیون کی عورتیں بچہ پیچھے جھتی ہیں دودھ پلانیکا خیال پہلے سے ہوجاتا
 چنانچہ نئے دنیا یعنی امریکہ کی وحشی عورتوں کا ذکر ہے کہ وہ بچہ کے ہر جانکے، یہی انکے موہنہ
 میں چھاتی دیتی رہتی ہیں۔ جب بچہ کو دفن کرتے ہیں چند ہفتہ تک ہر روز ایک دفعہ انکے منہ
 جا کر بھنی پیچ کر چند قطرے دودھ کے مردہ بچہ پر نچوڑاتی ہیں اسطرح آسٹریلیا کے قریب ایک
 مقام یعنی **مستند** کی تصویر میں ایک بیمار بچہ کی ما اپنی ایک لٹس کو چیر کر یہ چاہتی ہے
 کہ اپنا خون بیمار بچہ کے بدن میں اسکی ناف کی راہ سے پونچا دے تاکہ وہ تندرست ہو جائے۔
 یہ خیال اسکو شاید اس سبب ہوا کہ جب بچہ پیتا ہے تو اسکی خوراک مال کی راہ سے
 پہنچتی ہے۔ اسطرح سے اسنے اپنا خون اسی راہ سے پونچانا چاہا تاکہ بچہ
 اپنی جان سے عزیز جانتی ہو پونچ جائے۔ پس ایسی ہی ایسی مثالوں کو دیکھ کر اور نکرند قوم کی
 عورتوں کو اپنے بچوں پر ستم کرنا چاہئے۔

خود غرض عورتوں کی ہر جنس غلطی ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچہ کے لئے وہ کبھی میں اور آپ بالکل
 بیفکر ہوجاتی ہیں اس سے انکے بچے اکثر طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا رہتے ہیں ان سے انکو
 برابر بچہ ہوتا ہے۔ علاوہ ان سب باتوں کے یہ سوچنا چاہئے کہ خوشی اور فراخ البالی تندرستی
 پر منحصر ہے جو عورتیں اپنے بچوں کو آرون سے دودھ پلواتی ہیں وہ خود ہی تندرست ہوتی ہیں

رہ سکتیں جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ بچہ کو دودھ نہ پلانے سے عورت بیمار ہو جاتی ہے اور اس کے
 باوجود ہو جائیگا کہ یہی احتمال ہے۔ اس کے سوا یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ رحم پر اس کا برا اثر ہوتا ہے
 اور جب دودھ رک جاتا ہے تو اس جگہ جا کر جم جاتا ہے اور وہاں بہت گہرے اور لاعلاج
 گہاؤ ہو جاتے ہیں۔

ایسی ماؤں کو جو یہ چاہتی ہیں کہ اپنے بچوں کو دودھ جو قدرت نے بچہ کی واسطے آنکھوں سے لکھا
 پلا کر پالیں۔ یقین جانا چاہئے کہ اگر بخار وغیرہ سے بچی رہیں گی تو بہت جلد نفاذ ہو کر اہل
 اور پیر مدت تک تندرست رہیں گی۔ علاوہ اسکے تمام دباؤ بالاتفاق کہتی ہیں کہ دودھ پلاتے
 وقت عورت کو بڑھی خوشی ہوتی ہے اور یہ خوشی نینوں کو حاصل ہو سکتی ہے جو بچہ کو دودھ پلاتی ہیں
 جو عورت یہ ذہن (دودھ پلانا) ادا کر سکتی ہو یا ادا کرنا نہ چاہتی ہو وہ بچہ کی ماں بننے کی مستحق
 نہیں۔ یہی نقص یا بدن کی کمزوری جسکے سبب عورت اپنے بچہ کو دودھ نہیں پلا سکتی اس کے
 ہمیشہ کیواسطے کواری رہنے کی ہی کافی دلیل ہو سکتی ہے لیکن اگر بعد شادی ہونیکے کسی چارے
 سبب وہ اپنے بچہ کو دودھ نہ پلا سکے تو اور سے چوائیمین کچھ مہرج نہیں۔

انقصہ ایام حمل میں ماورباہ دونوں کا براہ مقصد یہ ہونا چاہئے کہ ہر طرح تندرست رہیں اور
 اس مقصد کے حاصل کر لیکر واسطے ما کو لازم ہے کہ وہ اپنا معمولی کام بند رکھے جائے اگر یہ کام
 تو انین صحت کے خلاف نہ ہو ورنہ کی معمولی ورزشیں آسپین ہنسنا بولنا خوب صفا ہی رکھنی
 رعبدال سے کہانا۔ صاف ہوا میں رہنا۔ جلد می سونا۔ سویر سے اٹھنا۔ موسم کے موافق کپڑے
 پہننا اور بدن سے اسطرح کام لینا کہ پسینہ لگتا رہے یہ سب ایسی باتیں ہیں جنکی ان دونوں
 اور یہی زیادہ ضرورت ہوتی ہے کیونکہ یہ ایسے دن ہوتے ہیں کہ ماں جان کے سوا ایک اور حصہ
 اور نہی جان کی صحت کا یہی دار و مدار انہی باتوں پر ہوتا ہے لیکن اگر انہیں سے ہی کوئی کام
 حد سے زیادہ کیا جائے تو دونوں کی جان کا ڈر ہے۔ اور ایسے کہانے سے جو بدن میں حرارت
 اور ولولہ پیدا کرے۔ اونچے نیچے رستوں میں چلنے اور اپنے دماغ سے بہت کام لینے سے سبب

حل کر جاتا ہے۔

عمر کا اور کوئی حصہ ایسا نہیں ہوتا جب کہانے پینے میں احتیاط اور سادگی کی اتنی ضرورت ہو جتنی عورتوں کے دنوں میں پرہیز کرنا ہوتی ہے۔ ان دنوں میں اکثر عورتوں پر ذرا بے احتیاطی اور بد پرہیزی کا بہت اثر ہوتا ہے اور وہ بیمار ہو جاتی ہیں لیکن کمزور عورتوں کے سعدہ میں ایک خاص طرح کا دوا اور فادہ پیدا ہوتا ہے جس سے غیر معمولی اور طرح طرح کی کہانے پینے کی عجب خواہشیں پیدا ہوتی ہیں۔

ان خواہشوں کو روکنے کیلئے ماکائیں مارنا اور سوچ بچار کر ہر کام کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ ایسے سبب بہت سی بے تمیز عورتیں کہانے پینے میں بے اعتدالی کی شہتیں ہیں۔

فصل دوم

بچوں کے دودھ پلانے اور پلانے کے بیان میں

ڈاکٹر روسو صاحب فرماتے ہیں کہ ہر چیز جب ہر پریشور کے ہاتھوں سے نکلتی ہے کامل ہوتی ہے لیکن جب انسان کے ہاتھوں میں آتی ہے تو بگڑ جاتی ہے خصوصاً انسان کی حالت میں یہ بات درست ہے۔ اگر ماں نے ایام حمل میں کسی حادثہ یا اپنی بد احتیاطی کے سبب کسی قسم کا نقصان نہ اٹھایا ہو اور بچہ کی پیدائش کا دن گزر جائے کہ بعد نہ مانے اور نہ دہانے نے قدرت کی کوششوں میں خلل ڈالا ہو اور نہ انگورو کا ہوتو یہ یقینی امر ہے کہ مضبوط والدین کی اولاد کی ساخت پیدائش کی وقت اچھی ہوگی اور تندرست و پر طاقت ہی ہوگی۔ اسکے خلاف مثالیں الہی کی بنا اور غیر معمولی ہوتی ہیں کہ ان سے اس امر کے امکانیں کچھ شک باقی رہ جاتا ہے تاہم تخمینہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جتنے بچے پیدا ہوتے ہیں ان میں سے کم سے کم آدھے بارہ برس کی عمر سے پہلے ہی مرجائیں اور جو اس عمر تک پہنچ جاتے ہیں وہ اکثر نابالغ ہونے سے پہلے ہی مرجائیں بہتیروں کی نشوونما رکھ جاتی ہے یا صحت مند بگڑ جاتی ہیں یا اس قدر کمزور ہو جاتے ہیں کہ زندگی کی اصلکی خوشبو سے حظ نہیں اٹھا سکتے جو میں یہ قیمتی چیز (بچہ) قدرت کے ہاتھوں میں لیا جاتا ہے کہ قدر نہ بڑھائیں اور

لکھن میں اس پر عمل کرتی ہیں لیکن چونکہ ان حیثیتوں میں سے بہت سی بد انتظامی یا مغلطت کا نتیجہ ہوتی ہیں اس لئے اس کتاب میں یہ بیان کرنا چاہیے کہ ان کو سہل اور غالباً نظر سے کس طرح روک سکتے ہیں۔

فصل سوم

بچوں کی صحت اور زندگی پر ناز ہی ہوا کے اثر کے بیان میں نئے پیدا ہونے سے بچہ کی پہلی ضرورت اسکے چلانے سے صاف ظاہر ہوتی ہے۔ وہ کسی تکلیف پر نہیں چلانا بلکہ اور ہونے کے آئینے لئے پہلے پیرون کے پہلانے کی گویا کوشش کرتا ہے اور اس طرح خون کے دورہ کے لئے ایک صاف راستہ کھلنے کا سبب ہوتا ہے۔ ہوا جاذب مخلوق کے وجود کے لئے بہت ضروری ہے جب بچہ رحم مادر میں ہوتا ہے تو اسکے پیپڑے سچی اور سکوی ہوئی حالت میں ہوتے ہیں اور اسکے تمام ضروریات مال کے راستہ سے جیسا ہوتے ہیں لیکن اس کی پیدائش کی وقت بہت بڑی تبدیلی واقع ہوتی ہے۔

اس مال کی حرکت پہلے پہل سب سے زیادہ دُور کی حصہ میں بند ہوتی ہے اور اسکے بعد رفتہ رفتہ بچہ کے زیادہ پاس کے حصوں میں بند ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ تمام مال ڈھیلا ہو جاتا ہے اور تمام گردش خون بچہ کے بدن میں متحد ہو جاتی ہے یہ وہی وقت ہوتا ہے جبکہ تندرست بچہ کے چلانے کی آواز سنائی دیتی ہے۔ اس چلانے سے اسکے پیپڑوں میں ہوا داخل ہوتی ہے۔ ان کی نلیاں اور خانے جوڑے ہو جاتے ہیں چھاتی الہی ہے۔ سینہ کی فلاٹر ہستی ہے اور خون نہایت آسانی سے دوڑتا ہے۔ لیکن جب ہوا باہر نکلتی ہے تو پیپڑے پھر سکر جاتے ہیں اور خون کی گردش پھر تھوڑی دیر کے لئے بند ہو جاتی ہے۔ یہ مفید کام اس وقت پھر شروع ہوتا ہے جب تازہ ہوا۔ دل اور شاہرگ کی حرکت سے ملکر اندر آتی ہے۔ اور اسکے بعد زندگی پھر کبھی یہ سلسلہ بند نہیں ہونا نہایت بڑے اور جان بخش کاموں میں سے اس ایک کام کے بیان میں علم

جراحی کی باریکیوں بلیان نہیں کیا گیا۔ اُن سے یہ مضمون زیادہ صحیح اور ٹھیک تو ہو جاتا مگر اس کتاب کی پڑھنے والی عورتوں میں سے کم ہی اسکو سمجھ سکتیں۔ اسلئے یہ بہتر معلوم ہوا کہ جقدر عام فہم زبان میں ممکن ہو چکے ہیں اسی وقت اسکے بدلنے کا سبب بتلادیا جائے۔ اور امید ہے کہ اس سے وہ اُس صفائی کی طرف متوجہ ہونگے جسکی قدرتنا اسقدر ضرورت ہے۔ اس ہوا کا اچھا یا بُرا ہونا جس میں ہم سانس لیتے ہیں ہمارے کھانے پینے سے زیادہ نتیجہ آور ہوتا ہے۔ یوں تو زندگی کے ہر حصہ میں یہہ اثر ٹھیک لیکن ہمیں میں نہایت زیادہ کیونکہ اُس وقت نہایت نازک اور کمزور حالت ہوتی ہے۔ اچھی ہوا اچھ کو طاقت بخشی ہے اور خراب ہوا اسکے نازک جسم کو کمزور کرتی ہے۔ تازہ ہی ہوا صحت اور طاقت کا باعث ہوتی ہے۔ کثیف ہوا کمزوری اور بیماری پیدا کرتی ہے۔ اسلئے ہر عالمہ عورت کے پہلے احتیاط یہ ہونی چاہئے کہ زچگی کی وقت تو ضرور ہی صحت بخش جگہ کا انتظام کرے۔ کمرے اونچے اور فرخ ہون۔ خشک اور سیل سے محفوظ ہوں۔ اگر صبح کے وقت سورج کی روشنی اُسیں آتی ہو تو اور بہتر۔ ستانی مکانات میں دوسری اور تیسری منزل پر چوبارے زچگی کے لئے سب سے عمدہ ہوتے ہیں۔ کمرے کو سطح رکھنا چاہئے کہ اُسیں ہوا اچھو طرح آتی رہے اور سطح کا گورا کرکٹ ہو۔ اس سے بچہ کھلی ہوا میں جانے کے لائق بہت جلد ہو جائیگا اور اگر یہہ احتیاط لیجا تو بچہ کالسی ہوا میں لیجانا نہ صرف بالکل بخیر ہے۔ بلکہ نہایت مفید ہوگا۔ صرف یہہ احتیاط ہمیشہ کر لینی چاہئے کہ اس امر کی جلد ہی ہونے کے لئے موسم کلیسا ہے، عموماً ایک مہینہ گہرے بائیر لگانا چاہئے اسکے بعد دائمی خانہ سے ہرے میدانوں میں اور اونچی اونچی جگہوں میں پیرا پیرا جا کر کیونکہ وہاں ہوا بالکل صاف اور کثرت سے ہوتی ہے۔ ہر دم ایسی ہوا میں پھرنے سے طاقت اور چال کی زیادہ ہوتی ہے۔ اور اس عمارت ہوا کے اثر سے بچا ایسا مضبوط اور صحت ور ہوگا کہ اور سطح نہیں ہو سکتا۔

ہرما کا فرض ہے کہ وہ ہر روز اپنے بچوں کو ہوا خوری کے لئے بھیجے۔ اور اُسیں بہت دیر تک

کھلی ہو امین رکھنا چاہئے۔ اگر انکی ماخود انکے ساتھ جائے تو اور یہی بہتر ہو کہ کوکر اکثر ایسی باتوں میں غفلت کر بیٹھے ہین۔ اور بچہ کو ادھر ادھر لہجانے اور پرانے بجائے سیل زمین پر بیٹھہ یا بیٹھ جانے دیتے ہین۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ماکو یہی ہوا کی اتنی ہی ضرورت ہوتی ہے جتنی بچہ کو۔ اور اس سے زیادہ اچھا کام اسکے لئے اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ ایسی باتوں کی طرف متوجہ ہو۔

والدین کو یہ بات جتنی بھی مناسب معلوم ہوتی ہے کہ انہیں اپنے بچوں کو جب وہ چھوٹے ہوں تو بالخصوص اور عموماً خود کسی عمر کے ہوں ایسے مدرسوں میں نہ بھیجا جائے جہاں بہت لڑکے پڑتے ہوں کیونکہ ایسی جگہوں کی ہوا اکثر خراب ہوتی ہے۔ ایک ہی کمرہ میں بہت شخصوں کے سانس لینے سے گو وہ سب بالکل تندرست ہوں ہوا ضرور گر جاتی ہے اور اسکی صحت بخش خاصیت جاتی رہتی ہے اور اس میں سانس لینا برا مضر ہے۔ لیکن اگر ان میں سے کوئی بچہ جا رہا ہوگا تو بہت اہم ہوگا کہ اور یہی اسی مرض میں مبتلا ہو جائیں۔

جو میں بچے اور ادھر دوڑنے لگتے ہین انکو شرارت سے روکنا نہایت ضروری ہے لیکن اس شرارت کے سبب کسی ماکو انہیں دوڑنے بھاگنے اور خوب چلنے پھرنے سے نہ روکنا چاہئے کیونکہ اس سے ان کے بدن کی نشوونما اور صحت کے قیام میں بڑھی مدد ملتی ہے۔

اپنے آرام اور بچوں کے دلگے سے بچنے کی خاطر انہیں مدرسہ میں نہیں لانا چاہئے بلکہ خوب چلنے پھرنے اور اچھلنے کودنے دینا چاہئے۔ جو کچھ بیان ہوا اس سے امید ہے کہ عمومی سمجھ کے آدمیوں کو یہی یقین ہو جائیگا کہ اس سے زیادہ مند بچوں کے حق میں اور کیا ہو سکتا ہے کہ انکو 4-4 گھنٹے ہی جگہ بٹھلایا جائے جہاں سے بیماری پیدا ہوتی ہو جائے اسکے کراتنی ہی دیر انکو خوب کھیلنے دینا پس بچپن میں انکو کتابیں پڑھانے کی بجائے اگر کھیل ہی کھیل میں انکی تعلیم ہو تو بہتر ہے۔

بچوں کے لئے فراخ کھیل کی جگہ ہونی ضروری ہے اور اگر جو یہی احتیاط رکھنی چاہئے کہ وہ بہت دھوپ میں نہ پھریں مگر انہیں تازگی بخش ہوا میں پھرنے سے کبھی نہیں روکنا چاہئے۔

فصل چہارم

ہنڈے اور گرم پانی سے نہلنا مکے بارہ مین

جب معصوم بچہ کی ابتدائی حاجتون پر غور کی جائے تو تازمی ہوا سے دم درجہ پر نہلنا کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔

پیلے پیل بچہ کی بدن پر کچھ گلنے گلنے چیز ہوتی ہے جو سو لکھ سپری ہی عجباتی ہے۔ اسکو آہستہ آہستہ ایک سپنج اور گرم پانی سے دھو ڈالنا چاہئے۔ اگر اس پانی میں تھوڑا سا صابون بھی ملا لیا جائے تو بہتر ہو۔ بچہ کی پہلا ڈوڑھی عموماً اس تیل کو جسم سے بالکل صاف کرنا چاہتی مین گویا یہی سب سے بڑا میل اُن کے بدن پر ہے اور اسکا دھونا ضروری ہے۔ یہ نہیں جانتی کہ اس سے بچہ کو کسی طرح کا نقصان نہیں ہوتا۔ جب بچہ کو ۲-۳ مہ دفعہ نہلا دیا جائے تو وہ آپ ہی اُتر جاتا ہے۔ یہ ضرور نہیں کہ بچہ کے بدن کو خوب رگڑا اور کپڑے کر تکلیف دین۔ چربی جیسے گلنے تیل وغیرہ بھی بہت نہیں ملنی چاہئیں کیونکہ اُن سے مسامات بند ہو جاتے مین اور بدن کے اندرونی بخارات اچھی طرح نہیں نکل سکتے۔ کس طرح کا تیز ترست تو کبھی چھوڑنا ہی نہیں چاہئے کیونکہ اُس سے بچہ کے بدن ضرور ملین ہوگی۔

ڈاکٹر گلین صاحب کی یہ ہدایت کہ بچہ کے بدن پر اُس گلنی چیز کے دُور کرنا کھو واسطے نمک چھڑکنا چاہئے مناسب نہیں معلوم ہوتی۔ لیکن نمک کو گرم پانی میں گھول کر نہا نیکے پانی میں اُسٹے بلانا کہ جسم کے مسامات کھل جائیں اور سمندر کے پانی سے نہلنا جس سے جسم میں طاقت پیدا ہوتی ہے اچھا ہے۔

زمانہ قدیم میں جب آدمی بہت سختی جھیلنے کے عادی ہوتے تھے جرنی کے باشندوں کا ذکر ہے کہ وہ اپنے معصوم بچوں کو وہاں کے دریا سے رائن کے برف جیسے ہنڈے پانہ میں نہلا یا کرتے تھے تاکہ وہ اُنکے نمک کی سردی جھیلنے کے عادی ہی ہو جائیں۔ آجکل اسکے خلاف آیا اور ماؤں کی یہ کوشش رہتی ہے کہ جہاں تک ہو سکے اُنکے بچے بو سے اور کم ہمت ہون اسقدر سختی کا تو نہایت ہی بچپن میں اُنکو تحمل نہیں کرنا چاہئے مگر ۵-۶ مہینہ کا ہو جائے تو تازہ پانی سے

نہلانا اچھا ہے کیونکہ اسطرح نہلانے سے انجین طاقت اور صحت تو ہوتی ہی ہے مگر ساتھ ہی اور
 طرح طرح کی بیماریوں سے بھی جو اکثر بچوں کو ہوا کرتی ہیں وہ محفوظ رہتے ہیں۔ ایک طریقہ اس کے
 نہلانی کا بیان یہ بتایا جاتا ہے یقین ہے کہ مفید ہی ہوگا اور اس سے کچھ نقصان نہ پہنچے گا۔
 معصوم بچے کے نہلانی کا پانی تقریباً ایسا گرم ہونا چاہئے جسکی حرارت بچے کی ماسکے جسم کی حرارت کے برابر
 ہو گو بن کے پاس حرارت جانچنے کا آلہ نہ ہو انکو ہمہ جتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پانی کی حرارت
 بعین ہی دہی ہونی چکے ضروری نہیں ہے صرف اندازہ کافی ہے اور اندازہ اسطرح ہو سکتا ہے کہ
 مائے دودھ کی حرارت اور پانی کی حرارت دیکھ لیں انکو فوراً معلوم ہو جائیگا کہ مائے دودھ زیادہ
 گرم ہے یا پانی جب اسطرح اندازہ کر لیں تو پانی میں تھوڑا سا صابون بھی ملا دین تاکہ بچے کے ملائم جسم
 کو ناگوار نہ معلوم ہو اور اس سے جسم کی صفائی بھی خوب ہو جائے۔

بچے کو ایسے برتن میں پھا کر نہلانا چاہئے کہ جسمین وہ اچھی طرح بہل پسر کر بیٹھ جائے تاکہ اگر اسکے کسی
 عضو میں کوئی کم ہوتو وہ بھی اچھی طرح نظر آجائے کہ اسکا علاج بچپن میں ہی ہو جائے کیونکہ اگر بچپن
 میں اسکا علاج نہ تو تازہ زندگی وہ نقص نہیں جاسکتا۔ بچے کو ۵-۶ منٹ سے زیادہ پانی میں
 نہ رکھنا چاہئے اور پانی سے لگاتے ہی خوب پونچھ کر اسکو کسی ملائم کپڑے میں ڈھلکار اور گود میں لیکر
 ذرا ذرا ہلاتے جھلاتے رہنا چاہئے۔ بچوں کو اسوقت نہ نہلانا چاہئے۔ جب انکا پیٹ بہرا ہوا ہو
 گو وہ کوئی سخت غذا نہیں کھاتے صرف مائے دودھ پیتے ہیں۔ بچے کو نہلاتے ہی کھلی ہوا مین کہیں
 نہیں چوڑ دینا چاہئے کیونکہ اسوقت اسکے مسامات کھلے ہوئے ہوتے ہیں ان میں اگر سرد ہوا
 داخل ہو جائے تو بچے کی صحت کو بڑا نقصان پہنچتا ہے۔ علاوہ اسکے انکا نازک جسم اس قابل
 نہیں ہوتا کہ یکایک سردی گرمی کی تبدیلیوں کو جھیل سکے۔

جب تک بچے کو شیر گرم پانی سے نہلائیں تو دو دو وقت صبح و شام اسی غوطہ دیکر نہلانا چاہئے۔
 جب ہنڈے پانی سے نہلانی کی نوبت پہنچے تو صرف صبح ہی کے وقت اس طور سے جیسا اوپر
 بیان ہوا نہلانا چاہئے۔ رات کی وقت بچے کے حرف ہاتھ پاؤں گرم پانی دھونے چاہئیں اسطرح بچے ہر طرف

یہ ماحمی سے محفوظ رہیگا اور جب بچپن ہی سے صفائی جسم کی عادت پڑ جائیگی تو تمام عمر صفائی پسند رہیگا جسکی بدولت اوسکی عمر دراز ہوگی اور طبیعت خوش رہیگی۔

فصل پانچویں

بچوںکی پوشاک کے بیان میں :

حکیم صاحب کو اتنا فکر اور کسی بات کا نہیں ہوتا جتنا بچہ کی پوشاک کا بچہ کو جہاں تک ہوسکے تنگ و چست کپڑے پہنی نہیں پہنانے چاہئیں کیونکہ اگر وضع درمی کے خاطر بچپن سے ہی انکے اعضاء کو تنگ کپڑے پہنا کر (جیسا کہ اہل انگلستان میں دستور تھا اور کس قدر اب بھی ہے) پھیپھڑوں کی نشوونما اور صحت میں ضرور فتور پڑ جائیگا۔

جبکہ بچہ پیدا ہوتا ہے تو اُسکو ایک گول مول ماس کا لوتہڑا جھکریہ کوشش کہہنی لگنی چاہئے کہ تنگ کپڑے وغیرہ پہنانے سے ایک خوبصورت اور عمدہ شکل بناوین بلکہ اولکویہ سمجھنا چاہئے کہ بچہ کو یا بہت سی تلی تلی لیسوں کا مجموعہ ہے جنہیں ایک سیال شے بہری ہوئی ہے اور اس سیال کی حرکت میں اگر ذرا بہی خلل پڑے تو تمام لیسوں کے گر جانیکا اندیشہ ہے یعنی اگر بچہ کے جسم کے کسی حصہ کو صدمہ پہنچے تو اس سے نسون کو اور ذہن کے دورہ کو بھی نقصان پہنچےگا۔ جسم کو کسی طرح دبانے سے دل اور پیپٹری کی حرکت مندی ہو جاتی ہے اور بعض اوقات بالکل بند ہو جاتی ہے اور اس طرح بچہ پر بڑا اہلک اثر ہوتا ہے جسم کے دبانے سے خون کے دورے میں خلل پڑتا ہے جسم کے مختلف حصوں میں خوراک نہیں پہنچتی۔ نازک بڈیان شیریں ہو جاتی ہیں تمام جوڑوں کی طاقت سلب ہو جاتی ہے نشوونما ترک جاتی ہے القصد تمام جسم بالکل کمزور اور بدصورت ہو جاتا ہے۔

بچہ کے پوشاک کا صرف وہ حصہ تو ذرا لپٹا ہوا ہونا چاہئے جو ناف کے گرد ہوتا ہے اور یہ حصہ اگر فالین کا ہو تو بہتر ہے تاکہ بچہ کے زیادہ پیچھے رونے سے ناف اوپر کونہ اٹھ سکے لیکن بہت چست ہی نہیں ہونا چاہئے ورنہ اندیشہ ہوتا ہے کہ جس بُرائی کے روکنے کی کوشش

گوجا سے وہ جسم کے کسی اور حصہ میں اور یہی زیادہ ہو جائے ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ جسم کے اور کسی حصہ کو دبانے اور اسے زیادہ گرمی پہنچانے سے اتنا ضرر نہیں پہنچتا جتنا سر کو۔ اسلئے سر کو پیشہ ہنڈ اور بوجھ سے ہلکا رکھنا چاہئے چنانچہ اگر زیر لوگ نکلے سر رہتے ہیں۔

بچے کے سر پر ایک ہلکی سی ٹوپی ڈوری سے بندھی ہوئی ہونی چاہئے اور جب بڑے بڑے بال سر پر آجائیں تو کبھی کبھی ٹوپی ہی نہ ہو تو کچھ سر میں نہیں بچونے کے کپڑے اُنکے پاؤں سے دو تین انچ سے زیادہ لٹکتے ہوئے نہ ہونے چاہئیں کیونکہ اگر گر تاد وغیرہ بہت نچا ہونے سے صرف میل لچل تو بیشک ڈیکار سیگا اور کچھ فائدہ نہیں بلکہ بچے کے جسم پر زیادہ بوجھ ہوتا ہے بچے کے رات کے کپڑے دکلی پوشاک سے بھی ہلکے ہونے چاہئیں لیکن یہی خیال رکھنا چاہئے کہ بچہ کو بہت سردی گرمی نہ لگے یعنی جب پیچھے پڑنے اہلے تو یکایک سرد ہوا میں نہ جانے دینا چاہئے۔ ہر طرح کی نمی اور میل وغیرہ بچے کے جسم سے فوراً صاف کرنا چاہئے کیونکہ نیچے کا کپڑا

جسم سے لگا رہنے کے سبب پسینہ وغیرہ سے خراب ہو جاتا اسکو دقتا تو قیامت ہو جاتا۔ اگر یہ ہلکی اندر کی کٹافٹ جو پیشہ ساتھ لگاتی ہے بہت دیر بدن رنگی رہے تو ایک دم کی جو بوجھ پیدا ہو جاتی، اور جسم کے سامان بند ہو جاتے ہیں جس سے جسم کے نجارات باہر نہیں نکل سکتے اور اسکا نتیجہ ہوتا ہے کہ سورج کے بند ہو جانے سے یہ میل یا تو بدن ہی میں رہ جاتا ہے جس سے صحت کو نقصان پہنچتا ہے یا کسی اور راہ سے جیسے انٹریوں یا پیسپیرون سے باہر نکلتا ہے اس سے انہیں بہت تکلیف کے باعث بیماری پیدا ہو جانیگا اندیشہ ہوتا ہے اور کبھی کبھی بدن پر یہی اسکا ٹرا اثر ہوتا ہے یہاں تک کہ بڑے تکلیف دہ پیسپیرو سے لکل آتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ بچے کے بدن کو ہمیشہ صاف رکھنا چاہئے۔ ایک ہی کپڑا جو بہت روز تک بچہ پہن چکے وہ اسکو بار بار بغیر دہوئے اور صاف کئے نہیں پنہا نا چاہئے۔ اگر ممکن ہو تو ہر دفعہ نیا ہی کپڑا پنہا نا چاہئے۔ یہ کیوشش کرنی چاہئے کہ بچہ زرق برق ہو بلکہ ہر دم صاف رکھنا چاہئے پس بچوں کی پوشاک کے بارہ میں صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے۔

سچونکی پریشاک میں خوبصورتی اور وضعدارمی کا اتنا خیال نہونا چاہئے جتنا کہ انکی صفائی کا
 کیونکہ صفائی برتندرتستی منحصر ہے اور تندرتستی وضعدارمی سے بدرجہا بہتر ہے نرمی وضعدارمی
 تندرتستی کے بغیر کسی کام کی نہیں اسلئے صحت کیواسطے جو بات مفید ہو وہ کرنی چاہئے خواہ
 عام وضع کچھ ہی ہو۔

فصل چھٹی

سچونکی خوراک کے بیان میں

سچون کے لئے ما کے دودھ سے بڑھکر صحت و تندرتستی و نرین زندگی کے قایم رکھنے اور کوئی چیز
 دنیا میں نہیں ہے اس خیال سے کہ بچے جلد ہی سے توانا ہو جائیں انکو کسی قسم کی مقوی دوا
 قسم کا لگانا دینے سے پہلے دینی بڑھی غلطی ہے۔ قدرتا سچون بچہ بڑا ہوتا جاتا ہے اور اسکا
 ہاضمہ بڑھتا جاتا ہے ماکا دودھ ہی روز بروز زیادہ مقوی ہوتا جاتا ہے۔ جب اس میں آبی طاقت
 آجاتی ہے کہ روٹی وغیرہ مضام کر سکے تو اسکے دانت ڈاڑھ لکل آتے ہیں پس ان وجہی اور
 مناسب تبدیلیوں کو دیکھکر ہی اگر کوئی اس مفید طریقہ سے گریز کرے کہ اپنی عقل آزمائی کرے
 تو ضرور بچہ کی صحت میں ہمیشہ کے لئے فتور کا آجانا تعجب نہیں۔ دیکھو جب بچہ اپنی ما کے
 پیٹ میں ہوتا ہے تب ہی تو وہ اسی خوراک سے پرورش پاتا رہتا ہے جو اسکی ما کے جسم
 میں سے اسے پہنچتی ہے پھر کیا ضرور ہے کہ اسکو پیدا ہوتے ہی اور نئی اور ناموافق خوراک
 دیجاسے جس سے اسکے نازک جسم اور نرمی سی جان کو خطرہ ہو۔

پس بچہ کو دودھ پلانے سے بچہ کی ماں جو بڑے بڑے حکیموں نے دودھ پلانے کے
 فائدے بیان کئے ہیں پورا کرتی ہے یعنی دودھ پلانے سے زچہ جلد ہی نہاد ہو کر اٹھتی ہے
 ہر طرک کی بیماری سے بچی رہتی ہے بیا ہے جائیکے اصلی خوشی حاصل کرتی ہے اور زیادہ
 بچے جننے کی قابلیت ظاہر کرتی ہے اپنے فاند کی محبت حاصل کرتی ہے اور کھنے اور باہر
 لوگ سب اسکی عزت کرتے ہیں بچہ اسکا احسان مند ہوتا ہے کیونکہ اسکی زندگی اسکے دودھ

ہی پر منحصر ہے اور سب سے بڑھکر اُسے یہ امید ہوگی کہ ایک دن میری لڑکی ہی اپنے بچوں کو
دودھ پلائیگی۔

ڈاکٹر دوسو صاحب کا قول ہے کہ اگر بچہ کی مائیں خود اپنے بچوں کو دودھ پلانا چاہیں تو وہ خود یہ
کام بخوبی انجام دے سکتی ہیں جب اُنکو کنبے میں رہنے کا مزہ بڑھ جائیگا تو بد اطوار سی کاٹھا تمہیں چاہے
لڑکوں کا شور و غل جو بڑا معلوم ہوتا ہے وہی بہرہ سلا معلوم ہونے لگے گا۔ بچوں کو بہرہ پانا بچی
زیادہ ضرورت ہوگی اور اس سے دودھ ایک دوسرے سے زیادہ محبت کرے گی۔ جب
کنبے کے لوگ سب ملے جلے خوشی سے رہتے ہیں تو عورتیں بڑی خوشی سے گہرا کام کرتی ہیں
اور مرد خوش و لبثاش رہتے ہیں۔

یہاں دودھ پلانے پر جو اس قدر زور دیا گیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ انگریزی و غیر بعض
ہندوستانی عورتیں اپنے بچوں کو دودھ پلانے سے اپنی خوبصورتی کے بگڑ جانیکے اندیشہ سے
اور وہ سے دودھ پلواتی ہیں اور بچے بیمار و کمزور ہو جاتے ہیں۔

اگر بچہ کی مائی صحت میں عداشی و شراب خوری وغیرہ کے سبب سے فتور نہ آیا ہو تو دودھ پلانے
سے وہ ہرگز کمزور نہیں سکتی بلکہ زیادہ طاقتور اور تندرست رہتی ہے اگر کسی قدرتی خرابی کے
سبب دودھ نہ پلا سکتی ہو تو وہ اولاد جننے کی خواہش کرے۔

بچہ پیدا ہونیکے بعد زچہ کو چند گھنٹے کیواسطے صومو جانا چاہئے تاکہ جننے کی وقت جو تکان ہوتی ہے
رفع ہو جائے اور بچہ کو دودھ پلانے سے پہلے ہی اسکی چھاتیوں میں دودھ اُترائے اس دیر
بچہ کو کچھ تکلیف نہیں ہو سکتی کیونکہ بچہ جو وقت پیدا ہوتا ہے خون اور اور جسم کے اندر کی لڑگی
سے سیر ہوتا ہے اور اسکو ابھی کسی قسم کی تڑاوت یا خوراک کی کچھ ہی ضرورت نہیں ہوتی جب
تاک کہ آرام پا کر اسکو دودھ پلانے کے قابل ہو جائے اگر زچہ کی چھاتیوں کی بہنٹی (گھنڈھی)
بچہ کے شہدہ میں اچھی طرح نہ آسکتی ہو تو اسے ذرہ جھک کر دودھ پلانا چاہئے۔ خیر بیٹیوں کی
شکل کچھ ہی ہوا انکو پہلے گرم دودھ اور گرم پانی سے ضرور دھو لینا چاہئے تاکہ وہ تلخ نہ بنے جو

اگلے گرو ججاتی ہے جس سے وہ خراسن سے محفوظ رہتی ہیں اور ہو جائے اور جب تک زچہ
 اپنے بچہ کو دودھ پلاتی رہے اسے چاہئے کہ ہمیشہ دودھ پلا ہی انکو گرم پانی سے و موڈا لے اور جن
 عورتوں کے بہت دودھ اترتا ہوا انکو چاہئے کہ تھوڑا سا دودھ بچہ کو پلانے سے پہلے نکال دین
 کیونکہ اور بکا دودھ (اول دودھ کی بوندین) اکثر تلخ اور بد مزہ ہوتا ہے۔
 یہاں یہ کہنے کی تو کچھ ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ جن عورتوں کے حد سے زیادہ دودھ اترتا
 وہ اندھا دھند بچہ کو نہ پلائے جائیں یہاں تک کہ اسے تے ہو جائے اور اکثر عورتیں جو بچہ
 دودھ پیتے پیتے سو جانے دیتی ہیں یہ انکی بڑی غلطی ہے۔ لیکن بچہ کو میدا ہوتے ہی سوائے
 دودھ کے اور کچھ کھلانے کی کوشش کرنا اور یہی بڑا ہے۔ دہائیں تو اکثر ایسا کرتی ہی ہیں
 لیکن بعض اوقات بچوں کی دہائیں ہی اس خیال سے کہ جہاں یوں پر زیادہ زور نہ
 پڑے اور بچہ جلد ہی طاقت ور ہو جائے کچھ نہ کچھ کھلا دیتی ہیں۔ اگر کوئی دودھ پلانے والی
 بد پرہیز نہ تو اساتکا کچھ اندیشہ نہیں ہو سکتا کہ بچہ کیواسطے کافی دودھ نہ اترے ہں
 بات سے ہی دلجمعی رکھے کہ اسکے دودھ سے بڑھ کر بچہ کیواسطے اور کوئی عمدہ خوراک نہیں
 ہو سکتی اور اس سے ہی بڑھ کر عورتوں کی ایک یہ غلطی ہوتی ہے کہ وہ پرہیز (اعتدال
 نہیں کہاتی ہیں اس خیال سے کہ اگر کھانے پینے میں بہت احتیاط کریں تو انکی اور بچہ کی
 طاقت کم ہو جائیگی یہ نہیں سمجھتیں کہ بد پرہیزی سے ایسا دودھ پیدا ہوگا جس سے بچہ بالکل
 بیمار ہو جائیگا اور دہائے کے دودھ پلانے کی طاقت کم ہو جائیگی اور اسی سبب بخار وغیرہ آجاتے
 کا اندیشہ ہے۔ بچہ کے پیدا ہونے کے ایک ہفتہ بعد تک ہلکا اور پرہیزی کھانا کھانا چاہئے اسکے
 بعد اگرچہ کبھی قدر زیادہ سخت خوراک مل سکتی ہے لیکن شراب وغیرہ پینی اور گوشت
 کھانا تب ہی ہرگز نہیں چاہئے پس بچہ کو تین مہینے تک سوائے ماکے دودھ کے کچھ ہی
 دینا چاہئے بعد تین مہینے کے کبھی کبھی اسے ملائم غذا (جیسے مکوری پوری) دیدین
 تاکہ دودھ چھڑاتے وقت بہت دقت نہ پڑے لیکن بچہ کی خوراک میں کسی قسم کا گرم مصلح

شراب اور کھانڈ کبھی ملائی جاتی ہے۔

عموماً سچا لکھا دودھ معمولی وقت سے پہلے چہرہ دیتے ہیں اس خیال سے کہ روٹی وغیرہ سے بچہ جلد ہی ہوشیار ہو جائیگا لیکن اول تو دودھ ہی اگر چہ سیال ہوتا ہے معدہ میں جا کر سخت چیز بن جاتا ہے۔ اور پھر جلد ہی سے بچہ اُسکو سہم کر لیتا ہے جس سے اُسے بہت ہی طاقت اور تندرستی حاصل ہو سکتی ہے دوسرے یہ بات قدرت کے خلاف ہے کہ بچہ دانت نکلنے سے پہلے جسے کہ کوئی سخت چیز جانی جاتی ہے اُسے کو ہی سخت چیز دینا پس بچوں کے دانت نکلنے کو یا اسباب کی علامت ہے کہ اب اُسکو ایسی خوراک دینی چاہئے جسکے چبانے میں دانت کام آویں اور ساتھ ہی اسکے بہہ ہی کہنا مناسب ہے کہ ہمیشہ اور ہر حالت میں یہی قاعدہ نہیں چل سکتا کہ بچہ کو دانت نکلنے سے پہلے کبھی ہی نہ چنانا چاہئے کیونکہ اگر اسکے دودھ پلانے والی صحت میں کسی طرح کا فتور ہو تو نیک بچہ کو ہائے دودھ کے سوا اور کچھ دینے میں کچھ ہرج نہیں۔

دانت صرف خوراک چلنے کی گویا ایک علامت ہے اور یہ بات ہی عجیب ہے کہ جب بچہ دانت نکلنے والے ہوتے ہیں تو جو چیز اُسکے ہاتھ لگتی ہے وہ سب کچھ کھا لیتا ہے پس وقت سو کبھی روٹی کے ٹکڑے خشک میوہ وغیرہ بچہ کھا لیتا ہے دینا چاہئے جسکو وہ چوستا رہے گا اور چباتا رہے گا۔ دودھ چہرہ اُنکے چند منٹ پہلے سے چہرہ اُنکے ہاتھ لگتا ہے کہ وہ کھاتا ہے چاہئے جسکے کہ وہ بالکل دودھ چھوڑ دے اسوقت بچہ کو یہ چیز کھانی کو دینی چاہئے یعنی اول ایک روٹی ٹکڑے کو پانی میں اُبالو پھر پائیکو پھینک دو اور اُسکو تازہ کئے دودھ میں بہگو کر بچہ کو کھلاؤ اس سے بچہ کو بہت فائدہ پہنچے گا۔

یہ بات پہلے ہی مان لی گئی ہے کہ بعض حالتوں میں سچ کی ما اپنے بچے کو دودھ نہیں پلا سکتی پس ایسی حالتوں میں وہاں کار کھانا درسی ہے وہ وہاں ایک ایسی عورت ہونی چاہئے جسکے انہی دنوں میں بچہ پیدا ہوا ہو کیونکہ اگر وہ ایسی نہ ہو تو اُسکے دودھ میں دست اور

خاصیتیں جیسے عین کے پینٹ کی کثافت نکل جائے نہنگی اور نہ وہ بچہ کو اچھی طرح ہضم ہو سکیگا اگر کسی بچہ کی پیدائش اور دہانے کی زچگی میں ایک ہفتے سے زیادہ کا فرق ہو تو بچہ کو اسکا دودھ پلانے سے پہلے جلاب دینا ضروری ہے اور وہ جلاب یہ ہو سکتا ہے کہ ایک چھوٹا چھچھو (۱/۲ تا ۱/۴) یعنی چھاپہ یا پانی حسین تھوڑا سا شہید یا مٹی کھائی گئی ہو وہی ہو وہ کیونکہ چھوٹا بچہ بہت دن کی زچہ کے دودھ کو جو گارہا ہوتا ہے ہضم نہیں کر سکتا دہانے کے مزاج کا بھی خیال رکھنا چاہئے کیونکہ بد مزاج دہانے کے دودھ سے بچہ کو نقصان پہنچتا ہے اور نہ بد مزاج دہانے بچہ کی اچھی طرح خبرداری کر سکتی ہے۔

باپ کو بھی اپنی اولاد کی بڑی خبرداری رکھنی چاہئے اور اسکی پرورش وغیرہ کا اہتمام بڑی احتیاط سے کرنا چاہئے۔ بچوں کی پرورش کو ہی حقیر کام نہیں سمجھیں سے لو لوگو شرم آئے۔

نپید ہونے کے وقت بچہ کے کمر و معدہ کی اور ما کے دودھ کی عمدہ اور ساوی حالت کے لحاظ سے ہی مفید معلوم ہوتا ہے کہ پیدا ہونے ہی بچہ کو ایسی خوراک دی جائے جو قریب بہتر اسکی ما کے دودھ جیسی ہی ہو۔ اس نظر سے گدھی کا دودھ اور کسی طرح کے کہنا بہتر ہے مگر جب وہ نمل سکے تو گائے یا بکری کا دودھ کافی پانی اور میٹھا ملا کر دینا چاہئے۔ پہلے پہل جتنا دودھ دیا جائے اس میں اس سے آدھا پانی ملانا چاہئے۔

کچھ عرصہ بعد پانی کم کر دینا چاہئے۔ دودھ اور پانی کو گرم کرنے ہوئے پانی کو گرم کر کے دودھ میں ملانا چاہئے نہ کہ دودھ کو پانی میں۔ سامنے کے دانت نکلنے ہی بچہ کے دودھ چھڑانکی ترکیب کرنی چاہئے۔

دوسرا باب

بچوں کی عام بیماریوں کے بیان میں

بچوں کی بیماریاں بیان کرنے کے لئے اول ان بیماریوں کا ذکر کیا جائیگا جو بچہ کو

پیدا ہوتے ہی ہوا کرتی ہیں۔

فصل اول

اکثر بچوں کے پیدا ہوتے ہی جسم پر سرخ سرخ نشان یا داہرہ ہو جاتے ہیں اور یہ نشان صبر
ایک ہی جگہ نہیں ہوتے بلکہ چہرہ - تمام بدن یا انگلیوں پر بھی ہو جاتے ہیں یہ نشان
کسی کے چہرے ہوتے ہیں اور کسی کے برے - کسی کے بہت سرخ اور کسی کے کم - یہ
نشان عموماً تو داہرے ہوتے ہیں لیکن کہیں کہیں چہرے سے ہو جاتے ہیں یہ بہت سے
Blood vessels کہ ایک جا اکٹھے ہو جانے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر اس جگہ کو جہان
یہ نشان نمودار ہوں اور بدن تو سرخی جاتی رہتی ہے کیونکہ اس سے خون بہتا
سے۔ لیکن دبا دہاتے ہی خون پیرا جاتا ہے۔ اگر ایسے ہوتے ہی انکو دبا دیا جاتا ہے
رہتے ہیں اور برے تو ہرگز نہیں ہوتے۔

فصل دوسری

Haemorrhage (یعنی کھنڈ پین) کے بیان میں

بچوں میں سے جو اکثر *Haemorrhage* ہوتے ہیں بعضوں کا تو مہنٹ ہی آگے سے
چاہو ہوتا ہے اور بعضوں کے ناک تک ہونہ پینا ہوتا ہے۔ اکثر تو ناک کے لگنے سے
اسکا علاج ہو سکتا ہے۔ اور پرباتی حصہ کا علاج ڈو کٹر اچھی طرح کر سکتا ہے۔ اس سے
بچ اچھی طرح بولنے چالنے کے لائق ہو جاتا ہے۔ جہاں تک ہو کے ایک برس سے کم عمر
والے ناک سے وغیرہ نہیں لگانا چاہئے کیونکہ اگر بہت کم عمر میں علاج کیا جائے تو عموماً مادہ
نہیں ہوگا۔ بحرہ میں اگر وہ اپنی ماکا دو وہ نہ پیکتا ہو تو اسے ایسے دہائے کا وہ
پلانا چاہئے جسکی چہا بچوں کو بہت ہی بہت ہوتی ہے۔

فصل تیسری

بچہ کسی بچوں کے پاخانہ کی جگہ بالکل بند ہوتی ہے۔ بعضوں کی انگلی ان جگہ پر بھی

ہوتی ہیں۔ بعضوں کی کوئی انگلی زیادہ ہوتی ہے۔ ان سب کا علاج علمِ جراحت کے موافق جراح کر سکتے ہیں۔ لیکن ان سب سے بڑھ کر پہلی بیماری ہوتی ہے کیونکہ سبھی انگلیوں پر پانچاٹھ ہینین نکل سکتا۔ سرجن یا ڈاکٹر بہت بخوبی تشخیص کر سکتے ہیں کہ آیا سوراخ بند ہی ہے یا چھوٹا ہے یا پانچاٹھ کسی اور مادہ کے حامل ہو نیلے سبب رک گیا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اگر اس کا علاج جلد ہی کیا جائے تو سچو ضرر مریض کو اور شاید بہت بچے اسی سبب سے مریض گئے ہیں کہ ان کی بیماری کا علاج نہیں ہوا۔

اگر سچے کو پیشاب نہ آتا ہو تو چاندی کی سلاخی چڑھانی چائے حبر سے بہت معلوم ہو جائیگا کہ پیشاب کے آنے میں کوئی چیز حائل ہے یا نہیں اور اگر حائل ہوگی تو پیشاب اسکے ہٹنے سے ٹکرا کر آنے لگے گا۔

بعض اوقات نہایت گرمی کے سبب ہی پیشاب ٹرک جاتا ہے اس صورت میں سچے کو سرد دوا دینے سے (مثل شربتِ بھنورہ) وغیرہ، پیشاب ٹکرا جائیگا لیکن اس کی تشخیص حکیم ہی کر سکتا ہے کہ آیا سچے کو گرمی سے یا سردی اسلئے بغیر حکیم کے دکھائے اپنی رائے کہ دوانہ دینی چاہئے۔

فصل چوتھی

اکثر بچوں کی انٹری کے اوپر کو اہٹہ انیکے سبب پیٹ پر پورٹا سا ہو جاتا ہے۔ یہ پورٹا جب ناف کے قریب ہوتا ہے تو بہت خطرناک ہوتا ہے اور ناف کے قریب انٹری کا بہت سا حصہ باہر نکل آتا ہے جو صرف ایک بڑی تیلی سی جہلی سے ڈھکی ہوئی ہوتی ہے اگر پورٹا اتنا بڑا ہو کہ انٹریوں کو پورا اندر کی طرف نہ دبا سکیں تب تو سچے عموماً مریض کو جان بچا کر اس کام کو بعض بوڑھی تجربہ کار عورتیں خوب جانتی ہیں۔ اگر انٹری کو اندر کو دبا کر حضور صاحب زخم کی جہلی بہت نازک نہ ہو تو سچے کی جان کو کچھ جو کہوں نہیں۔ دبانے اور پیشی باندھنے سے انٹری ٹھکانے سے بیہید جاؤ گی اور کچھ عرصہ میں زخم بہر جائیگا۔

بعض بچوں کو تو یہ بیماری اس سبب سے ہوتی ہے کہ وہ پیدا ہوتے ہی بہت رے دھنچھے میں کیونکہ اس وقت ناف کو کچھ سہارا نہیں ہوتا لیکن جب یہ سپورڈاناف کے نیچے کی طرف ہوتا ہے تو صرف دبانے سے ہی آرام ہو جاتا ہے۔ چہونے بچوں کے پی باندھنے میں بڑی احتیاط رکھنی چاہئے۔

فصل پانچویں

ہینگیٹن یا کچھینی

بچہ کی آنکھوں میں یہ نقص اگر کسی اور بیماری کے سبب نہ ہو تو جب تک اچھی طرح نگاہ جا کر دیکھنے کے قابل نہ ہو تب تک والدین کو اس کا کچھ خیال نہیں ہوتا۔ یہ عیب اکثر ایک آنکھ کے دوسری کی نسبت کمزور ہونے کے سبب ہو کر رہتا ہے کہ دونوں آنکھیں ایک ہی چیز کو نہیں دیکھ سکتیں اسلئے کمزور آنکھ گہرا کر دیا جاتا ہے۔ اس عیب کے معلوم کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ جب بچہ ایک دو برس کا ہوتا ہے تو ایک ہی چیز دونوں آنکھوں کے ساتھ مختلف فاصلہ سے رکھنی چاہئیں۔ اور دیکھا جائے کہ دونوں آنکھوں سے وہ اچھی طرح دیکھ سکتا ہے۔ اگر اس طرح وہ چیز صاف نظر آوے تو بیشک بچہ ہینگیٹن ہو گا۔ یہ نقص آنکھ کے رگ پھون کی ایک زوالی ساخت کے سبب ہوتا ہے اور جنگلی آنکھیں بالکل رگ پھون سے درست ہون تو یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ خراب عادت آپ ہی ڈال لی ہے۔ جن بچوں میں یہ عیب چھوٹی عمر میں پیدا ہوتا ہے۔ انکی ہینگیٹن آنکھ کو دن بھر ڈیکے رکھنا چاہئے اور جب اسے کولین اور تیلی باہر کے رخ پرتی ہو تو اندر کے رخ ناک کی جڑ میں کالی پی باندھنی چاہئے اور اگر تیلی اندر کو پرتی ہو تو آنکھ کے گونے کی طرف باہر کو نکلتی ہوئی باندھنی چاہئے۔ اور کبھی کبھی اچھی آنکھ پر یہی پی باندھنی چاہئے تاکہ بچہ ہینگیٹن آنکھ سے کام لے۔

بچوں کی سیدھی نگاہ سے دیکھنے کی واسطے کبھی کبھی عینک ہی کام میں لاتے ہیں لیکن اس سے یہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ عینک لگانے سے صرف اچھی آنکھ ہی کام آتی ہے

مگر بعض وقت سفید ہوتی ہیں اس طرح سے کہ اچھی آنکھ واسے شیشہ کے سوراخ کو بند کر دین اور صرف ہینگی آنکھ کو اس کے شیشہ کی درز سے سیدھی نگاہ سے دیکھنے دین جب یہ نقص ایک آنکھ کے دوسری کی نسبت کمزور ہونے سے ہوتا ہے تو اس کا علاج ہینگی آنکھ پر ایسا عینک کا شیشہ لگانے سے جس سے وہ اچھی آنکھ کے برابر نظر کر کے آسانی سے ہو سکتا ہے لیکن عینک صرف بڑھی عمر کے آدمیوں کو ہی سفید ہو سکتی ہے۔ عینک سے ہینگی آنکھ کی نسبت اچھا نظر آتا ہے جب بچہ کی نظر میں کب کبھی ہوتی ہو لیکن جب پاپے تو سیدھی دیکھ سکتا ہے تو اس کا علاج اس طرح ہو سکتا ہے کہ جب وہ ہینگی نظر کرے تب ہی آنکھ کو ہاتھ سے ڈھک دیا جائے۔

فصل چھٹی

آنکھ کے درد کے بیان میں

بچوں کی آنکھوں میں پیدا ہوتے ہی یا تو بہت روشنی پڑنے کے سبب یا تیز آگ کے سامنے رہنے یا اور کسی ایسے ہی سببوں سے جن میں یہ بعض کا اثر تو پیدا لیش ہی کی وقت ہوتا ہے سخت جلن ہونے لگتی ہے۔ پونے مسوج جاتے ہیں۔ آنکھ کی سفیدی اور پونٹوں کے اندر کا حصہ سرخ ہو جاتا ہے اور آنکھ کے کناروں پر ایک زرد سا پتہ کی رنگت کا مادہ جم جاتا ہے جسکو ڈیڑھ کہتے ہیں اور اس سے آنکھیں چمک جاتی ہیں۔ بعض بچوں کے پونے تو ذرا مسوج ہی جاتے ہیں لیکن بعضوں کی رو رہنے وقت باہر کو آنکھ اٹھ آتی ہے۔

اگر اس شیشہ کے روکنے میں بے پروائی کی جاوے تو آنکھ پر داغ ہو جاتے ہیں اور یہ بیماری بڑھتی ہے۔ یہ تیلی رنگ ہو چک جاتی ہے۔ اور اندر سے آنکھ پک جاتی ہے جس کے سبب بچہ اندر آہو جاتا ہے۔ ایسی نازک بیماری کا علاج ڈاکٹر سے کرانا چاہئے کیونکہ وہ آتلی کے اندر سے ضرورت ہوتی ہے۔ باہر کا لپ ڈیڑھ تو اس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک چوٹی

پچکارمی یا سرخ سے عرق وغیرہ ڈالاجا۔ ہم گریں ۲۲ قتی دانت و تریں ہیرہ کسی ہندو ہیرہ
 کندہ کندہ ۴۰ اوسن یا دو چٹانک گلاب میں ہلا کر شروع شروع میں آنکھ میں ڈالنا چاہئے جب
 بہت جلن اور چھین ہو تو پشتری جو تک لگانے سے ہی فائدہ ہوتا ہے اور بچہ کو جلاب ہی دینا
 چاہئے۔ اگر اس سے جلد آرام نہ ہو تو ایک نظرہ شرابی ملی ہوئی انیون کاسٹ دو نو وقت
 صبح و شام آنکھ میں ڈالنے سے فائدہ ہو جائیگا۔ بعض اوقات بچوں کے بڑے ہو جانے پر ہی
 آنکھ میں درد ہو جاتا ہے۔ اسکا علاج ہی جہا تک ہو سکے بہت جلد کرنا چاہئے۔ اگر آنکھ
 کو اسی برکب عرق سے جس میں ہیرہ اکیس اور گلاب ہوتا ہے یا بجائے گلاب جس میں
 لکڑی کے پتوں سے پھینک (یعنی نسیہ کارادہ) ہو دینے سے کچھ آرام نہ ہو تو آنکھ کو اندر
 سے خوب غور سے دیکھنا چاہئے کیونکہ اکثر آنکھ کے شفاف حصہ کے کنارہ پر یا تمام پتلی پر
 سیاہی ہوتی ہے۔ یہاں آنکھ نکالنے یا اسکے بنانے کی ترکیب بیان کرنی مناسب نہیں ہے
 کیونکہ ایسی حالتوں میں ڈاکٹر سے علاج کرانا چاہئے اور والدین کو اپنے بچہ کی آنکھ اندر
 سے صاف کرانے یا اور کسی طرح کی چیرھاڑ سے اگر اسکی ضرورت ہو کہی انکار کرنا چاہئے
 کیونکہ اسنے کم ہمتی سے بچہ کے بد صورت اور اندھا ہو جائیگا اندیشہ ہے۔ جن لڑکے بالوں
 آنکھوں میں اکثر یا کشیدہ درد رہتا ہو پوٹے سوچ جاتے ہوں یا ڈیڑھ کے سبب آنکھیں چپک
 جاتی ہوں انکا علاج اسطرح ہو سکتا ہے۔ اُونٹ کے بالوں کی ایک پتلی سی کونجی بنا کر اسے
 انیون کے سرت میں لپکو کر دن بہرین ۴-۵ دفعہ آنکھ میں پھیریں اور پوٹو لکھیں۔
 ہندو *Hydroxydrometrin* سے چڑتے رہیں بندوستانی علاج اسصورت میں کاجل اور سفیدہ ہے۔ اور
 کہی کہی آنکھوں کے اندر جو دانے ہو جاتے ہیں اون کو دوڑ کرتے ہیں۔ بچہ کو قبض
 نہ ہونے دین اور مناسب موسم میں سمندر میں نہلانا چاہئے۔

فصل سہم
 جھوج

جہنچ جس سے کہاں سُرخ ہو جاتی ہے اکثر ان اور پیٹ کے درمیانی حصہ پر اور کانوں کے
 پیچھے اور ایسی ایسی جگہ ہو جاتی ہے۔ یہ بیماری کم تو جہی سے ہوتی ہے اور موٹے بچوں کو تو باوجود
 ہر طرح کی خبر داری کے ہی ہو جاتی ہے۔ پہلے پیل تو جیم کے ہر حصہ کو بالکل خشک۔ کہنا اور ان پر
 ننگ تو تیا اور کیسے ماٹن کا جور یا اجن کے ٹکڑوں سے برکنا چاہئے۔ لیکن اگر اس بیماری
 کا علاج نہ کیا جائے اور پڑانی پڑ جائے تو لازم ہے کہ جہان جہان سُرخ ہو اس کو ۵ اگرین
 لہندہ (Lindbergh) اور ۵ اونس گلاب سے بار بار ہونا چاہئے۔ اگر کہاں کے کسی
 حصہ پر زخم ہو جائے اور اس میں سے مواد نکلتا ہو تو اسپہ سپا میٹھی کا تیل ایک تیلے کپڑے
 پر چیر کر لگانا چاہئے۔ کان کے پیچھے یہ بیماری سچے کے پیدا ہونے سے توڑے دن بعد ہی
 ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر دانت نکلنے کے دنوں میں ہو تو اور ہی مضر ہوتی ہے کان کے پیچھے
 کا حصہ ہمیشہ صاف اور نیند آرکنا چاہئے اور دن میں دو تین دفعہ سیرا کسین کے عرق سے
 یا ایک اونس پانی اور ایک چمچ افیون کے گہولے سے دہونا چاہئے۔ اگر بہت ہی مواد نکل
 چکا ہو تو دقت اور دوا ہی دینی چاہئے۔ اگر سچ بہت موٹا ہو اور اسکو سیت آنا رہتا ہو تو
 کارو کنا مناسب نہیں۔ جب تک اسے دستوں کی دوا بار بار نہ دیا جائے۔ جسکی بیماری کا علاج بہت
 دوا کرنے سے ہی نہو پارہ کے مرحوم میں پانی ملا کر اسے باریک کپڑے پر پھلا کر پیٹ سے باندھ دینا
 چاہئے۔ جن بچوں کی بیماری کی بالکل احتیاط نہیں ہوتی یہاں تک کہ اُنکے زخم کالے پڑ جاتے
 ہیں اُنکے مرجانیکا اندیشہ ہوتا ہے۔ پہلے تو اُنکے زخموں پر شراب کاسٹ جس میں کافور ملا
 ہوا ہو لگانا چاہئے۔ اگر اسپر ہی تکلیف دور نہ ہو تو تیر پلٹس باندھنے سے کہاں آتے جاتی
 ہے اور سچ اچھا ہو جاتا ہے۔ سچ کو ما کا دودھ وغیرہ پلاتے رہنا چاہئے۔ جس سے طاقت
 قائم رہنے لیکن اکثر تو یہ بیماری مُہلک ہوتی ہے۔

فصل ششم

سوتی جہارا (Chicken - pox)

اس بیماری کے پہلے بخار کی علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ مثلاً سردی لگنا، نبض کا پھرکنا۔ بدن گرم ہونا۔ چینی۔ ہوک نہ لگنی۔ پیاس و سردی۔ بعضوں کو بخار بہت زور کا ہوتا ہے اور ساتھ ہی بہت تپ ہی ہوتی ہے سونے میں بہت گہرا سٹہ ہوتی ہے اور ہوشی بھی ہوجاتی ہے اسکے برعکس بعضوں کو معلوم ہی نہیں ہوتا۔ میسرے دن دانے نکلنے لگتے ہیں۔ پہلے تو بدن پر لہر چہرہ پر اور بعد میں بدن کے سروں پر نکلتے ہیں۔ چون کہ دن دانے نکلنے میں بخار کم ہونا جاتا ہے آبلوں میں بڑھی۔ خارش آہتی ہے اور پہلے پہل انہیں پلاسا پانی ہوتا ہے۔ پانچویں دن انہر گنڈہ جم جاتا ہے جس سے سب ختم ہوجاتے ہیں۔ یہ بیماری بہت خطرناک نہیں ہے اور اس سے تکلیف ہی بہت کم ہوتی ہے۔ بیمار کو گھر میں بند رکھنے کی ہی ضرورت نہیں بلکہ جلاب کی ایک یا دو خوراکی دیدینی کافی ہے۔ بخار اور گہرا سٹہ وغیرہ بہت کم ہوسکتا ہے۔ اور بیماری کے شروع میں ہی ٹنڈے پانی سے نہلانے سے دانوں کا بھی ایسا زور نہیں ہوتا۔ رفتہ رفتہ کھاج ہی کم ہوسکتی ہے اگر بدن پر کبھی کبھی ٹنڈا سیرکھ اور پانی بلا کر کپڑے سے پھیر لیں۔ بعض بچوں کو اگر دست وغیرہ کی دوا نہ دی جائے اور وہ ادھا دھند بھرتانے پیتے رہیں تو بخار بہت زور کا ہوگا۔ اور آبلوں میں بڑھی مٹن ہوگی یہاں تک کہ چھوٹے ہو جائینگے۔ ان سے بہت گہرے نشان ہو جاتے ہیں اور یہ جھک کے نشانوں کی بھی بڑے ہوتے ہیں۔ چھچک کی بیماری کی طرح اس میں ہی پھوڑے بہت دنوں تک تکلیف دیتے ہیں۔ یہ حالت فاصلہ کمزور بچوں کی ہوتی ہے۔ یہاں ضرر وہ سبب بیان کئے گئے ہیں جن سے یہ بیمار ہوتی ہے اور اس بیماری کی علامتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسکا علاج دستوں کی ڈوا اور ہلکا کھانا دینے سے ہوسکتا ہے۔

اس حالت میں گرم غذا اور ہر قسم کے کھانے سے زیادہ مفید ہوگی۔

فصل نویں

دانت نکلنے کے باوجود

بچہ کے پیدا ہونے سے بہت دنوں پہلے ہی سے عموماً دانت بننے لگتے ہیں لیکن اس قدر بڑھتے ہیں کہ وہ بچہ کے چند ماہ بڑا ہونے سے پہلے مسوڑھوں کے باہر نکل آئیں۔ شروع میں دانت بہت نرم و ملائم ہوتے ہیں۔ اور جبارے کی بڑھی کے ایک سو راخ میں ہوتے ہیں اور موٹے مسوڑھوں سے ڈکے ہوئے ہوتے ہیں۔ صرف بیس دانت تو بچپن میں نکلتے ہیں۔ دس اور دس نیچے۔ اور کچھ مدت بعد ٹوٹ جاتے ہیں۔ یہ اکثر چھتے اور نوے ہینے کے سچ میں نکلنے لگتے ہیں اور سچ کے دنوں دانت یعنی سچے کے جبارے کے نکلنے کے دانت سب سے پہلے نکلنے میں اور تقریباً ایک ماہ بعد اوپر کے نکلنے کے دانت نکلنے میں جب بچہ بارہ یا چودہ ہینے کا ہوتا ہے پہلے تو دوسرے دانت نیچے کے جبارے میں اور پھر اوپر کے جبارے میں نکلنے میں۔ جب بچہ سوڑھ سے بیس ہینے تک کا ہوتا ہے تو سب سے پہلے جو دانت نکلنے میں آئے اور کھونٹوں کے سچ میں جو خالی حصہ ہوتا ہے وہ ان دانتوں سے جگہ ڈاڑھ کہتے ہیں بھر جاتا ہے اور اس وقت سے تیس ماہ کی عمر تک اور باقی پچھلے دانت نکلنے میں جو زیادہ مضبوط اور دیر پا ہوتے ہیں بعض بچے دانت تو بہت جلد گرگ آتے ہیں لیکن بعضوں کو دانت نکلنے وقت بہت تکلیف ہوتی ہے۔ جن بچوں کے دانت نہ نکلے ہوں ان کے مسوڑھے بہت پٹے ہوتے ہیں اور وہ کھال جو ان کو ڈکے ہوئے ہوتی ہے ایک طرح کا تیز سا کنارہ بن جاتا ہے مگر جب دانت نکلنے میں تو مسوڑھے اور وہ کھال جو اسے ڈکے ہوئے ہوتی ہے پھیل جاتی ہے اور وہ جوڑ جو اس حصہ میں ہوتا ہے نہیں رہتا۔ کچھ تو مسوڑھوں کے پھیلنے اور کچھ ان حصوں کی تحریک سے جو دانتوں کے نکلنے کے لئے ضروری ہوتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ بچہ کا مشورہ پہلے سے دن دن میں زیادہ گرم ہوتا ہے۔

یا تو بچہ اپنی ناک پر جاتیوں کو خوب زور سے پکڑ لیتا ہے تاکہ مسوڑھوں میں درد نہ ہو

اور اگر بچہ کمزور یا نازک ہو تو اس کو دودھ پینے سے بہت تکلیف ہوتی ہے اور یکایک دودھ چھوڑ دیتا ہے۔ رال موٹہ میں زیادہ ہو جاتی ہے۔ مسوڑ ہے میں کھاج ہونے لگتی ہے یا درد ہوتا ہے یہہ درد یکایک بڑھتا معلوم ہوتا ہے۔ یا ایک دفعہ ہی ایسا زور سے ہوتا ہے جیسا کہ دانتوں کا درد ہوتا ہے کیونکہ بچہ بغیر کسی معلوم سبب کے چیختا ہے۔ اس صحن سے بعض اوقات بچوں کے مسوڑ ہون اور زبان پر زخم ہو جاتے ہیں۔

جو بچے موٹے تازے اور مضبوط ہوتے ہیں انکو اس صحن سے بچار کا ہونا۔ انکھہ میں درد۔ ڈیرہ کا انکھہ سے نکلنا۔ گہرا سٹ۔ سفید کا نا آنا اور ہر وقت چلا رہنا کبھی کبھی غش کا آجانا وغیرہ سب باتیں اور یہی زیادہ ہوتی ہیں۔ عموماً وہ بہت بلی نہیں ہو جاتے سوائے اس صورت کے کہ ان کو دست ہی لگ جائیں لیکن بچار اور غش کے سبب یکایک مر جاتے ہیں۔ اور ان بچوں کو جو بڑے ڈبلے چلے اور نازک ہوتے ہیں دست بہت لگتے ہیں۔ جی ملتا تا۔ ہتا ہے۔ کچھ نہیں کہاتے بیٹے بچر مند ہو جاتے ہیں۔ بالکل سوکھ جاتے ہیں اور جب یہی حال بہت دنوں رہتا ہے تو بچہ مرنے کو ہو جاتا ہے۔ لیکن دانتوں کی یہ تکلیف دو ہفتہ سے زیادہ نہیں رہتی۔ دانتوں کے نکلنے میں جو تکلیف ہوتی ہے اس میں ان باتوں کا خیال ہوتا ہے درد کا کم کرنا۔ بچار کو دور کرنا۔ بچہ کی طاقت کا قائم رکھنا۔

ان دنوں میں عموماً بچہ کو دانتوں چاہنے کو دیتے ہیں تاکہ اس سے وہ اپنے مسوڑ ہے جن میں کھاج آہستی سے لگ جاتا رہے۔ لیکن اگر یہہ کوئی بہت سخت چیز ہو تو ان سے بچہ کے مسوڑ ہون کو ضرر پہنچے اور اس کو انکھہ میں جھپولینے کا اندیشہ ہے۔ کبھی کبھی سخت روٹی کا ٹکڑا اودیا جاتا ہے۔ لیکن اگر روٹی کا ٹکڑا اودیا سوئدہ میں جا پڑے تو صحن میں پھنس جانے کا اندیشہ ہے۔ بچے خود بخود ہی اپنی عقل

حیوانی مٹونہ میں انگلیان دیتے رہتے ہیں جن سے آئندہ کیواسطے انکی عادت بگڑ جائیگا
اندیشہ نہیں ہے۔ لیکن درد کے کم کرنے کا سب سے عمدہ طریقہ یہ ہے کہ بچہ کے سٹورٹ سے کوجو
سوج جاتا اور پہلجا تا ہے کاٹ ڈالنا چاہئے۔ اکثر بغیر سٹورٹ سے کاٹے درد اور سوجن کم نہیں
ہوتے۔ ایسا کرنے سے بہت ٹنڈک پڑ جاتی ہے اور کسید طرح کا نقصان یا ضرر نہیں ہوتا
اور اگر زخم بہ رہی جائے تو دانت نکلنے میں کچھ حرج نہیں ہوتا۔

تجربہ سے معلوم ہوا کہ جن بچوں کو قبض ہوتا ہے ان کو زیادہ مہینہ ہوتی ہے۔ پس
اگر بچہ کو لہلہ کر دست نہ آتا ہو تو مناسب ہے کہ اس کو کوئی ہلکا سا جلاب مثل تھوڑا سا
سکینڈیا اور دار چینی دینا چاہئے۔ دانت نکلنے کے دنوں میں بچہ کو ٹنڈکی
ہونا میں رکھنا بہت مفید ہے۔ لیکن بہت سردی سے ہی بچانا چاہئے۔

اکثر اسکو گھر سے باہر لجانا چاہئے۔ اور اسکو صبح ٹنڈے پانی سے نہلانا چاہئے۔ اور
رات کو ٹنڈے پانی کے کپڑے سے بدن صاف کرنا چاہئے۔ جب گہرا سٹ حد سے
زیادہ ہو تو اسکی کمر اور پیٹ پر تھوڑا سا لاد سیمم کالپ کر دینا چاہئے
دوسرے دانت نکلنے کی بیماری کے لازمی علامات کے دور کرنے کے لئے سٹورٹ ہانڈ
کے علاوہ اور مناسب علاج بھی حسب حال کرنا چاہئے جب سچا بہت زور کا ہو اور
نبض بہت تیز چلتی ہو اسکو دستوں کی گولی اس مطلب کے لئے عموماً بچوں کو دینا
ہوا سہاگہ دیا کرتے ہیں دینی چاہئے اور ٹنڈے پانی کی جگہ گرم پانی سے نہلانا چاہئے
اگر سبب سے اور اذیت ہو معلوم ہو جس سے سر کی کوئی بیماری ظاہر ہوتی ہو
تو اسکو خاصا تیز صلاب دینا چاہئے۔ اور ایک یا دو جونک بچہ کی عمر کے لحاظ سے اسکو
ماہیہ پر لگانا چاہئے۔ اگر ان باتوں سے کچھ فائدہ نہ ہو تو اسکا نامو کہلو کر ہسٹ
لگانا چاہئے۔ ہمیشہ بیماری کا علاج جب قدر جلد کیا جائے بہتر ہوتا ہے۔ جن بچوں کو
غش آتا ہو اور سردی ہو اسکو گرم پانی سے نہلانا لاد سیمم انکے بدن

لنا اور *lactomel* کا جلاب دینا ضروری ہے۔ چنان تک ہو سکے بچہ کی ماگو
 اسکی خبر گیری کرتی جائے۔ اگر اس بیماری میں دوا مر ڈے اٹتے ہوں یا بچہ
 چونکتا ہو تو بہت ملکی تے اور دوا شلا نیک کا پانی دینا چاہئے۔
 اگر بچہ کو بار بار اور بہت زور سے مر ڈے اٹتے ہوں یا وہ بہت چونکتا ہو تو اسکو
 دست کی دوا ضرور دینی چاہئے۔

اور سینگ اور *rhynchocentrus* کا مر کب دینا چاہئے اگر دستوں سے بچہ بہت کم
 زور اور ڈبلا ہو جائے تو دستوں کو رقلہ دینا چاہئے اور اسکے لئے انیون کسٹ کا حقنہ
 چڑھانا چاہئے اور کبھی کبھی تھوڑا تھوڑا *calomel* یا *thudera* لینے
 دار چینی ہی دینی چاہئے خصوصاً اسوقت جبکہ پاجانہ غیر معمولی طرح کا ہو۔

جی کا متلانا۔ کہا نیکو دل نہ چاہنا۔ سونہ میں بدبو کا نکلنا ان سب کا علاج تھوڑا سا
paeanaha دینے سے ہو سکتا ہے۔ کہانی اور انکھوں کا درد دیکر
 مار پین مارین لگانے سے دور ہو جائیگا۔ جب سٹوڑ ہون کو
 چیرین تو ہلکا سا جلاب دینا چاہئے۔

بچہ کی طاقت کو قائم رکھنا چاہئے اور سٹوڑ ہون وغیرہ کو پورٹ شراب سے جو میں
 پانی بہت سا ملا ہوا ہو دھونا چاہئے۔

تیسرے۔ بچہ کو ما کا دودھ دینے سے اسکی طاقت قائم رکھنی چاہئے اور اگر دودھ
 چھوڑ دیا ہو تو اراروٹ۔ اور دودھ اور پانی دینا چاہئے جن بچوں کو دودھ
 چھوڑے بہت دن نہ ہوئے ہوں انکو اسوقت پیرما کا دودھ پینی کی عادت
 ڈالنی چاہئے۔ اگر بچہ اپنے آپ کہنا مانہ سیکھا ہو تو اسے مقوی *Chyster*
 دینا چاہئے۔ مقوی غذا کی تو بہر حالت میں ضرورت ہوتی ہے لیکن بعضوں کو جو
 بدن بہت ہی کمزور ہوتے جاتے ہوں اور یہ مقوی دینی چاہئیں۔

جب بچہ بہت ہی ڈبلا ہو جائے تو عموماً یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکو قبض رہا ہے۔
اور دوا دینے سے رفع نہیں ہوا۔

بیان یہ بیان کرتا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جب پہلے دانت ڈھلے ہو جائیں یا
ہٹنے لگیں یا گلجائیں اور ان سے مٹھوڑ ہون کو بہت تکلیف ہوتی ہو تو ان دانتوں کو
نکال دینا چاہئے اور جب دودھ کے دانت ناک کے دانتوں کے نکلنے میں خارج ہون تو
انکو ہی نکالنا چاہئے۔ جب ناک کے دانتوں میں سے کوئی سے دو دانت ایک دوسرے
اتنی دور ہوں کہ یا تو انکے پاس کے دانت ان کے چہ میں سے نکل آویں یا پھر
بانکے ہو جائیں تو ان دونوں کو مار سے رفتہ رفتہ ایک دوسرے کے پاس لے آنا چاہئے
چوہر دانت شروع میں ہی نکال دئے جانے چاہئیں۔ اکثر بچہ کو دانت نکلنے کے دن میں
بہت دست بھی لگایا کرتے ہیں انکے لئے مغز بلیگری۔ کتھا۔ آملہ کا پوسٹ ان سبکو
ہموزن لیکر کوٹ چھان کر سفوف بنا کر دینا چاہئے۔

فصل دسویں

(Convulsions) مروڑوں یا تشنج کے بارہ میں

یہ بیماری عمر بہر میں چاہے جب ہو سکتی ہے۔ اور یا تو کسی ایسی حالت میں ہوتی
ہے جب بچہ کسی اور بیماری میں مبتلا ہو یا اچانک جب بالکل متذرت ہو۔
پچھلی صورت میں بہت خطرناک ہوتی ہے اور اس سے اکثر جان کا خطرہ ہوتا ہے
پہلی صورت میں اس سے کچھ بھی جو کہوں نہیں Convulsions کو بعض اوقات
Stiffness بھی کہتے ہیں۔ یہ کبھی زور کے ہونے میں اور کبھی ہلکے۔ پہلے پہل
یا شروع میں چہرہ کے رگ پھون میں ایک طرف کی حرکت سی ہوتی ہے اور پھر تمام
بدن اٹھ جاتا ہے عموماً یہ حرکت کم ہو یا زیادہ چہرہ کا رنگ بالکل بدل دیتی ہے
اور بیمار بالکل بخیر ہو جاتا ہے۔ کسی چیز کو دیکھہ یا پہچان نہیں سکتا۔ بعضوں کو

نورسکا دورہ اسقدر خفیفہ اور ہلکا ہوتا ہے کہ اگر خوش آنا یا بیہوشی کہیں تو بہ نسبت تشنج کے زیادہ ٹھیک ہو گا۔ بہت کم عمر کے بچے جب اس بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں تو ذرا مسکراتے ہیں اور انکی آنکھیں جو ادھی بند رہتی ہیں آہستہ آہستہ ادھر ادھر پھرتی ہیں۔ کبھی کبھی سانس ٹوٹنے لگتا ہے اور بچہ چونک پڑتا ہے اور ذرا سے آہٹ پر یہی ہاتھ باؤن مارنے لگتا ہے۔ ان حرکات کو اندرونی نورسکا کہتے ہیں اور یہ انٹریون میں ہوا کے داخل ہونے سے پیدا ہوتے ہیں۔

تشنج کی بیماری۔ انٹریون میں جلن کے ہونے سے ہی ہوتی ہے۔ یہ پیٹ میں جرنون کے ہونے، قبض، سخت تغیل، خوراک ہضمون کے ساتھ جلن وغیرہ دانت لکھنے، خراب ہوا میں سانس لینے، کسی چور زخم کے ہونے یا زخم کے ابھر جانے (جیسا کہ چھک میں ہوتا ہے)۔ مغز کی بیماریوں یا تشنج (جیسے سخت کمانسی میں ہوتا ہے) سے پیدا ہوتی ہے۔ یہاں تو لقمہ کے بیون کا مفصل حال بیان ہو سکتا ہے اور نہ ان باتوں کا جن پر ڈاکٹری کا پیشہ منحصر ہے۔ یہ بیان کرنا زیادہ مفید ہو گا۔ کہ اول اگر بچہ لقمہ کے ہونے سے کچھ عرصہ پہلے بیمار رہا ہو اور بالخصوص قبض تیز رہی ہو اور بدن گرم اور خلل سر رہا ہو اور یہ دانت لکھنے کے سبب نہوں تو یقین کر لیا جائے کہ لقمہ حاصل دماغ سے (جو نہایت غالباً مخزمن پانی بہ جانے سے پیدا ہوتی ہے) ہوا ہے۔ سچہ دار کو اپنے بچے میں اوپر لکھی ہوئی علامتیں دیکھ کر اسکو اس بیماری سے بچانے کے لئے ڈاکٹر کو ضرور دکھانا چاہئے تاکہ بچہ کی جان خطرہ سے محفوظ رہے۔

دوہم بہت کم عمر کے بچوں کو اگر پہلے سے کوئی اور بیماری نہ ہو تو پیٹ کی خرابی سے لقمہ ہو سکتا ہے۔ یہ خیال بچہ کے بافانہ کی بڑی رنگت دیکھنے سے اور یہی تحقیق و تجربہ ہو سکتا ہے۔ لقمہ اس میں بھی کچھ شک نہ رہیگا کہ انٹریون میں ہوا داخل ہوگی۔

اور بچہ کی کہانے پینے میں کافی احتیاط نہیں کی گئی اور یہ کہ اسکے دو دو پیلانوالی کے مزاج میں بڑا غصہ اور گھبراہٹ ہے اور وہ کہانے پینے میں ہی محتاط نہیں رہتا جب بچہ دو۔ چار ہی دن کا ہو تو اس سے بہتہ معلوم ہو سکتا ہے کہ پیدا ہونے کے وقت جنم کو اچھی طرح نہیں نکالا گیا ہے۔

سوم جب بچہ کو مروڑے پیٹ کی بیماری کے سبب سے ہونے میں تو عموماً انکے چہرہ کا رنگ پیلا ہو جاتا ہے اور پانہ بہت رک کر آتا ہے۔ انکو مغز کی بیماری کے سبب ہون (اور اس صورت میں زیادہ خطرناک ہونے میں) تو درست آنے لگتے ہیں اور اس حالت میں انکو ایفے *Medicines* یا دستوں کو *Medicines* کہنا زیادہ ٹھیک ہے۔

چہارم اس چھوٹی عمر میں نان کی سوزش سے جب مال ٹوٹ جاتا ہے اور اعصاب بیماریوں سے بھی بچے جہاز سے بند کر لیتے ہیں اور انکی ربرہ مروڑے کے سبب پیچھے کو ٹر جاتی ہے۔

پنجم جب بچہ دو مہینے کا ہو جاتا ہے تو انٹریون کی جلن سے (جو بد ہضمی، چرنون یا نقل خوراک کے سبب ہوتی ہے) بجائے ذرا مروڑے سے پانہ آنے کے یا بچہ میں شستی ہونیکے خوب روز کے مروڑے ہوتے ہیں۔ لہذا وہ علامات جو تیسرے دن میں بیان ہوئی تھیں نہیں ہونگی۔

ششم بچہ کے دانت نکلنے کے وقت انکو جو غش آتے ہیں وہ مسوڑ ہون کی صورت سے ہوتے ہیں اور اسکا اور کوئی سبب نہیں ہوتا اس لئے ایسے موقعوں پر ہر بچہ کے مسوڑ ہون کو ہی دیکھنا چاہئے۔ بچہ کے تشنج میں مبتلا ہوتے ہی بہت گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے اور اگر ایسے موقع کے لئے کچھ قواعد مقرر نہیں تو ظاہر ہے کہ یا تو کچھ ہی نہ کیا جائیگا یا بالکل غلط طریقے اختیار کئے جائیں گے۔

ایسی حالتوں میں پہلا قاعدہ یہ ہے کہ بچہ کو شیر گرم پانی سے نہلا دین اور یہ ہر حالت میں مناسب ہوتا ہے۔ جب دست درد سے آتا ہو تو مروڑا نہلانے سے کم ہو جانا ہے۔ جب درد نہیں ہوتا تو نہلانے سے بچہ کو بالکل صحت پر جاتا ہے پانی خاصا گرم ہونا چاہئے اور اگر توڑا آرام نہ ہو جائے تو بچہ کو گردن تک چند منٹ اس میں رکھنا چاہئے۔ اگر رنگ بہت زرد پڑ جائے یا وہ بہت مضمحل اور رنجستہ سا ہو جائے تو کاکڑا سنگلی یا سرسوں نہانے کے پانی میں ہلادے فی چاہئے۔

ووم جب بچہ ہمارا ہو تو سہولی سے نہلا دینا چاہئے اور بچہ کے نہا نہ لکھتے ہی ڈالنا چاہئے اور اسکے بعد کیلو سیل کی ایک خوراک عمر کے موافق دینی چاہئے۔

سوم اگر بچہ بیماریا معلوم ہوتا ہو یا سانس رک کر آتا ہو یا سجدہ میں کسی قسم کا خلل ہو تو اسے کرائی چاہئے۔

اس کی ترکیب یہ ہے کہ جب اسکو غش آ رہا ہو تو اسکے حلق میں ایک پڑال کر یا توڑا سا آپکا حلق سے اتار کر لپکائی دلائی چاہئے۔

چوتھے جب بچہ نہا چکے تو غنبر کا تیل یا شراب جسمین کا آکڑا سنگلی کا ایک چھٹا حصہ ملا ہو اسو اسکے جسم اور خصوصاً برٹہ اور سجدہ پر ملنا چاہئے۔

اگر بدن کو ملتے وقت زخم ہو جائیں تو ان پر کافور ملا ہوا تارپین کا تیل یا چھوٹا سا بیلا سٹر اسکے سجدہ پر لگانا مفید ہوگا۔

پنجم اگر سوڑے ہوئے سوچ جائیں یا دانت لکھنے کی کوئی علامت ہو تو فوراً سوڑے پر نشتر لگانا چاہئے۔

ششم اگر ان باتوں سے بچہ کو بالکل آرام نہ ہو یا وہ پھر سو تو اسکے رکنے یا مندرستی کی تدبیر کرنی چاہئیں اگر چہ پر مٹھی ہو اور بچہ کا سر جھکاتا ہو یا بچہ

بیہوش ہو اور جبکہ تو عمر کے واقف ایک یا دو جو تک کت چہی پر لگانی چاہئے۔
 اسکے سر کے بال اڑا کر اسپر تیخال ڈالنا چاہئے اور ساتھ ہی آنا کیلوسیل
 دینا ٹیک ہو گا کہ پاخانہ کھل کر آجائے، اسکا دینا اسوقت اور یہی بہتر ہو گا جب پاخانہ
 بدبودار اور کالا ہو۔ جب بہت ہی گہرا اسہٹ ہو تو صلب پر لا ڈینیم لٹنا مفید ہو گا لیکن
 افیون کھلانی سرگز نہ چاہئے۔ جب دورے اکثر آتے ہوں تو دستوں کے واسطے
 کیلوسیل یا ریونڈ چینی اور سیگنیشیا کے دینے کے علاوہ کبھی کبھی چند بوند
 نینگ کی ٹنکو کو سونف کے عرق میں بلا کر دینے سے بہت فائدہ ہو گا۔ ہمیشہ سجد
 کی طاقت مناسب خوراک یا *starch* کے *حقن* سے قائم رکھنی
 چاہئے۔

مستقیم اور پر لکھی ہوئی باتیں خاص کر ان بچوں سے متعلق ہیں جو ایک یا دو ہفتے سے
 زیادہ عمر کے ہوں اور یہ کہنا مناسب ہے کہ اگرچہ یہ باتیں اکثر اٹنے ہی کم عمر
 بچوں کے واسطے ہو سکتی ہیں تو یہی عموماً اندرونی گہرا اسہٹ کنویشن
 کی حالت میں جو ایک یا دو دن کے بچوں کو ہوں ہلکے جلاب کی ضرورت ہوتی ہے
 جیسے سیگنیشیا اور ریونڈ چینی یا کیلوسیل غذا میں ہی بہت احتیاط رکھنی چاہئے
 شتم جب دورے وائٹ لکھنے کے وقت چوکنے۔ گہرا اسہٹ اور باتوں سے
 پیدا ہوں تو مسوڑھے کو کاٹنا چاہئے اور ہلکی سی تے دلانے والی دوا دینی چاہئے
 کچھ دست آور دوا دینے۔ گرم پانی سے نہلانے سے ہی غش بند ہو جاتے ہیں۔

فصل دسویں

دستوں کا بیان

بچوں کو دستوں کی بیماری بہت سخت ہوتی ہے اور اسکا جہان تک ہو سکے
 جلد علاج کرنا چاہئے۔ ہر سال اسکے سبب سینکڑوں بچے مرتے ہیں۔ بعضے تو

اچانک ہی مر جاتے ہیں لیکن اکثر بہت دن بیمار رہ کر مرتے ہیں۔ دستوں کا سبب یا تو معہ۔ ہ کی خرابی یا آور کو ہی بیماری (جیسے دانت نکلنے کے دنوں میں جب اڑے کی حالت میں مغز میں بائی کا پیدا ہو جانا) ہوتی ہے۔ مگر چھوٹی عمر کے بچوں کو تو معہ کی خرابی سے ہی عموماً دست لگتے ہیں۔ ان بچوں کو یہ بیماری بہت کم ہوتی ہے جبکی صحت میں کسی طرح کا فتور نہ ہو اور جبکہ کہانے پینے کا انتظام اچھا ہو۔ یا تو یہ بیماری بہت نادر بچوں کو جبکہ ہضم میں کسی طرح کا فتور ہو ہوتی ہے یا ان کو جب اگر ظاہر میں تندرست اور موٹے تازے ہوتے ہیں مگر عمدہ کہانا نہیں کھاتے اور جبکو عمدہ دوا نہیں ملتا۔ دستوں کی حالت میں بچہ کو بالکل اور ہی طرح طرح کا پاناہ آتا ہے۔

اگر تھے بچوں کو وہ وہ اچھی طرح نہ پلا یا گیا ہو بلکہ اوپر کا وہ وہ پلا یا گیا ہو اور کچھ اور کہانا دیا گیا ہو تو سب آئے قبض ہونے کے ان کو کالے۔ پتلے پانی۔ دودھ سے ملے ہوئے دست در دے آتے ہیں۔ اسکے لئے تھوڑی سی ریونڈ چینی اور سیکنڈیا دن بہر میں دو دفعہ دینی چاہئے اگر پاناہ کا رنگ بالی اور سدا ہر جائے تو اور ہی کم مقدار دینی چاہئے لیکن اس کا بڑا علاج تو اچھی طرح دودھ پلانا ہے جسے بیماری کی جڑ ہی جاتی رہتی ہے۔ کبھی تو بچوں کو سفیدی مایل دست ہوتے ہیں اور کبھی ہرے بودار بننے سبب بچہ چیختا ہے اور جڑا بند ہو جاتا ہے۔ یہ بڑے کہانے یا معہ کے خلل سے لگاتے ہیں کیونکہ بعض عورتیں لاڈ کے ارے اپنے بچوں کو سب طرح کے الالبالی سے اُردو کیا تو ہوشیار تماشہ وغیرہ کھلا دیتی ہیں اور ذرا یہ نہیں سچتیں کہ ان سے بچہ کو کس قدر تکلیف ہوگی جب بچوں کو ایسے دست آتے ہوں تو ریونڈ چینی اور سیکنڈیا سے معہ صاف ہو جائیگا اور بچہ تندرست ہو جائیگا۔ اگر اس سے فائدہ نہ ہو تو چار گرین بوٹر آٹ چاک اور آدہ گرین کیلو میل صبح و شام جب تک پاناہ اصلی رنگت پر نہ آجائے دیتے رہنا چاہئے۔ بچہ کو اس وقت صرف چھاتی کا دودھ پلانا چاہئے اور اگر کچھ

بچہ کو اس وقت صرف چھاتی کا دودھ پلانا چاہئے اور اگر کچھ

کہا نیکو دیا ہی جائے تو اچھی طرح ابلا ہوا آرا روٹ دینا چاہئے کیونکہ دستوں کا علاج اگر جلد ہی نیکو جائے تو اول دست آتے ہیں پھر بڑھے بڑھے بہت پیچش اور سجا ہو جاتا ہے اگر بیماری اس درجہ کو پہنچ جائے تو بیچ لکھی ہوئی تدبیریں کرنی چاہئیں۔

اول جب دست آتے ہوں اور اس کے ساتھ ہی کوئی اور بیماری ہو یا معدہ میں کسی طرح کا خلل ہو تو ہوا سا پیکار (جو ایک قسم کا پودہ ہوتا ہے اور جسکی جڑ بطور طباب کے دیتے ہیں) دینا چاہئے۔

دوم جب دست ہی آتے ہوں اور سجا ہو تو صبح و شام شہر گرم پانی سے نہلانا چاہئے۔ سوم جب باخانہ ہوا اور پتلا آتا ہو اور بیماری کو بہت دن نہوئے ہوں تو ریوڈینی اور سیگنیشیا کی ایک خوراک دینی چاہئے۔ اگر باخانہ بدبو دار اور کالا ہو تو صبا اوپر بیان ہوا کیلو میل کی چند خوراک دینی چاہئیں۔

چہارم دستوں کی دو سخت بیماری کی حالت میں لاڈنیم کا حصہ چھڑانا ہے۔ حصہ کو چند منٹ کپڑے سے بکڑ کر بچھ کی باخانہ ہی بکڑ رکھنا چاہئے۔ اگر چند منٹ گھنٹے سے زیادہ فائدہ نہ ہو تو گھنٹہ دو گھنٹے رکھنا چاہئے۔

پنجم لاڈنیم کا کہلانا بہت مضر ہوتا ہے اور حصہ کے برابر تو اس سے کہی فائدہ ہوتا ہی نہیں۔

اس سے معدہ اور کل بدن کمزور ہو جاتا ہے۔ پس یہ دو اس حالت میں باہر سے لگانا مفید اور بیخطر ہوتی ہے۔ پیت پر لاڈنیم کی مالش کرنی چاہئے۔ یا کافور اور افیون کا پلاٹر لگانا چاہئے۔

ششم دستوں کی روکنے کی دوا دینے سے عموماً کچھ فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہوتا ہے۔ ہنقم جب دست دانتوں کے سبب سے آتے ہوں تو مشوٹ ہون کو نشتر سے چھڑنا چاہئے اور اگر بدن کے کسی اور حصہ میں کوئی اور بیماری ہو تو اسکا علاج ہی بہت جلد

ہونا چاہئے۔

مستحکم اگر بچے کو وہ نہ چھوڑ دیا ہو اور بیماری زور پکڑ جائے تو اس صورت میں کہ وہ بلا نوبالی کو اور غذا دینے سے ہی کچھ فائدہ نہ ہو وہاں کو بدل دینا چاہئے۔ اگر وہ چھوڑے نہ ہو رے ہی دن ہوئے ہوں اور دست آنے لگیں تو پھر سچے کو اگر بننے لگے تو وہ بلا نوبالی چاہئے۔ اور اگر وہ چھوڑے بہت عرصہ ہوا ہو تو سچے کی طاقت قائم رکھنے کے واسطے اراروٹ دینا بہت مفید ہوگا۔

نیز آہ اللحم کا کلسر یا حقہ ہر حالت میں جب یہ بیماری سخت ہو یا طول کسبہ جائے اور بیک سچن کو ہر بیماری میں جب انکی بھوک جاتی رہے تو دن بہر میں دو تین دفعہ دینا مناسب ہے۔ چھوٹی بیالی بھر کر دینی چاہئے۔ اگر یہ نہ ہٹیرے تو پانچ چہہ قطرے لادیم کے ہی ملا دینے چاہئیں۔ تھن سے سچے ایسا کرنے سے مرنے پچھے میں۔ جب اسطرح سے انکی طاقت قائم رہے گی تو وہ جلد ہی اپنے موہنہ سے کھانے پینے لگیں۔

فصل گیارہویں

قبض کے بارہ میں

بعض بچوں کو تو قبض خنم سے ہی ہوتا ہے اور بعضوں کو بعد پیدا ہونے کے ہو جاتا ہے جب سچے کو قبض خنم سے ہوتا ہے تو اسکی ماکو ہی ہوتا ہے۔ بڑی عمر کے بچوں کو قبض کے سبب سچا ہو جاتا ہے۔ اور یہ نین خیال کرنا چاہئے کہ جب قہ اور بڑے ہو جائیں تو کم تکلیف ہو جائے۔ اگر بچوں کو خنم سے قبض ہو اور وہ تو انا۔ چالاک قندرست ہوں تو کچھ اندیشہ نہیں۔ لیکن اگر سچے کو پیدا ہونے کے پچھے چند ہفتہ تک اچھی طرح دست اتار رہا ہو اور پھر قبض ہو جائے یا وہ بلا ہوتا جائے یا پہلے سے ہی قبض ہو اور چھین مارنا ہو اور زبردست پڑ جائے تو ضرور علاج کرنا چاہئے۔ بہ یاد رکھنا چاہئے کہ جتنی جلدی علاج کیا جائے بہتر ہے

اور جقدر دیر لگی اتنا ہی زیادہ اندیشہ ہوگا۔ اکثر کو تو ایک چوتھائی گرین سے چہلہ گرین تک عمر کے لحاظ سے کیلو بل ویاجا سکتا ہے۔ اس میں خوب بورا ملانے چاہئے اور پھر تو وہی سے شوربے یا شہد کے ساتھ کھلانا چاہیے۔ اگر سچ کو چوری سے یہ دوادیا ہو تو اسکو روٹی پر بڑکا دین اور اس میں ترکاری ملاوین۔

اس سے دست کھل کر آجاتا ہے اور تین چار روز تک برابر یہی دینی چاہئے جب تک قبض بالکل رفع نہوجائے۔ ایک یا آدہ گرین یا اس سے ہی زیادہ جیسی کہ صورت ہو دینا چاہئے اور اگر اس سے قبض رفع نہو تو زیادہ تیز صلاب شدت اور اساکٹہ سے مل دینا چاہئے

فصل بارہویں

چڑنے

کئی قسم کے چوٹے چوٹے کیڑے جنکو چڑنے کہتے ہیں بیٹ میں ہو جایا کرتے ہیں لیکن بچوں کے تو اکثر صرف دو طرح کے چڑنے ہوتے ہیں۔ ایک تو لہنے لہنے کان سلائی کی شکل کے ہوتے ہیں۔ دوسرے سفید چوٹے چوٹے چڑنے جو دہانے کے ٹکڑے جیسے ہوتے ہیں۔ یہ دونوں نظر کے چڑنے بیٹ کے مختلف حصوں میں ہوتے ہیں کیونکہ لبنی طحکو چڑنے تو بیٹ کے نیچے کے حصہ میں ہوتے ہیں اور چوٹے بیٹ کے بہت اوپر کے حصہ میں ہی پائے جاتے ہیں۔ چڑنوں کے پیدا ہونے کا سبب بتلانا بہت مشکل ہے کیونکہ وہ اور قسم کے کیڑوں سے جو زمین یا نباتات میں پیدا ہوتے ہیں بہت مختلف ہوتے ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ وہ اور کیڑوں کی طرح پیدا نہیں ہوتے لیکن یہ عموماً نیاں کیا جاتا ہے کہ کسی خاص طرح کی خوراک یا شہدائی یا پچھے پھل وغیرہ کھانے سے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں لیکن یہ خیال صرف اس حد تک ٹھیک ہے کہ ایسی چیزوں سے معدہ اور انتڑیوں میں خلل پیدا ہو جاتا ہے اور ہاضمہ بگڑ جاتا ہے۔ کیونکہ جب ہاضمہ درست ہو اور باخانہ اپنی طرح اور گہلگہرا آتا ہو تو چڑنوں کا پھل ہی نہیں ہوتا۔

یہاں یہ بات ہی بیان کر نیکی لایق ہے کہ جب تک بچے ڈودھ پیتے رہتے ہیں بہت ہی کم کو چرنے ہوتے ہیں۔ مگر ڈودھ چھوڑنے کے بعد جب انکو اور چیزیں مثلاً اس ملک میں طرح طرح کی مٹھائیاں لادیں اور پیار کے مارے بہت کھلائی جاتی ہیں تو چرنے ہو جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈودھ پینے کے دنوں میں بچے کا اضمہ درست رہتا ہے اور جب طرح طرح کی کھانسی کی چیزیں دی جاتی ہیں تو اس میں فتور بڑھتا ہے۔

جب بچے کے پرث میں چرنے ہو جاتے ہیں تو بیرونی علامات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ فلان بچے کے چرنے بڑھنے میں یا نہیں انکا ہونا اس وقت ہی معلوم ہوتا ہے جب وہ بہت سے پیٹ میں جمع ہو کہ جھپلاہٹ پیدا کرتے ہیں یا انکے سبب بچے کچھ بیمار ہو جاتے ہیں اور چرنوں کے سبب انکی تکلیف بہت بڑھ جاتی ہے۔ چرنوں کی تکلیف صرف جھپلاہٹ ہوتی ہے اور یہ تکلیف صرف چرنوں کے کم یا زیادہ ہونے پر منحصر نہیں بلکہ بچے کی معدہ کی حالت پر موقوف ہوتی ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ چرنے پرث کی خرابی کے سبب بہت ہو جاتے ہیں اسلئے بہت سی علامات تو اس حالت سے ہی ظاہر ہو جاتی ہیں اور جھپلاہٹ سے نہیں۔

دوسری طرح کے چرنوں کا ہونا ان دن نشانیوں سے معلوم ہو سکتا ہے۔ بچے کے پیٹ میں اکثر درد سے کھانا ہونا۔ پیٹ میں درد۔ ایک سو تک لگنا لگنا بھوک کا لگایا نہ سہ سے زیادہ یا کم ہو جانا۔ پیٹ کا ابھرنا خصوصاً انکو نیند نہ آتی۔ بچے کا سوتے سوتے چونک ٹھننا اور دانتوں کا کھٹکھٹانا علاوہ ان آثار کے یہ دیکھا جاتا ہے کہ جب ایسے چرنے ہوتے ہیں تو بچے کا رنگ کبھی تو پھلا اور کبھی سرخ ہو جاتا ہے۔ ناک ملتا رہتا ہے۔ ٹونہ میں سے بد بو آتی رہتی ہے۔ خشک کھانسی ہوتی اور بعض اوقات مند امند اٹھا رہی ہو جاتا ہے اور اسکے ساتھ ہی بیہوش ہی ہو جاتا ہے۔

چرنوں کی بہت سی دوامیان برتی جاتی ہیں۔ جیسے قلعی کاسٹوف۔ *Stomach* (ایک قسم کی گڑھی جڑ ہوتی ہے)۔ گندہک۔ گنگلی وغیرہ لیکن عموماً یہ بات بچوں کے حق میں سب سے مفید ہے کہ انکو دستوں کی دو بار بار دین جن سے چرنے ہی نکل جائیں اور پیٹ کی اور کسر

وغیر وہی نوع ہو جا اور معدہ و صفا ہونے سے ہمہ لمبی درست ہو جا۔ بچہ کو دستوں کو ہٹائے کیلئے میل کی ایک
 خوراک دینی چاہی اور ایک دن کے چھ سے اگر کچھ نکل سکے تو اسکو آگے کی طرف سے کھلی دینے سے بالکل نفاذ ہو جا کر گنا
 اس صلابت کے بعد بچہ کو ہاتھ اور دو ٹانگیں نیچے منہ میں جیسے سرزد لینے طائفی کے دو دو کٹرنگ ان بنی ہوئی ہا
 رہتی ہے۔ یا بوجے کا گنٹہ وغیرہ کو ٹکڑے ٹکڑے میں طاققت دینی ہے اور انمرد ٹرسٹ ہو جاتا ہے۔

جب چھوٹے طرح کے سفید چرٹے ہو جائیں تو مرد و عورتوں کے بچے کے ناک کھینچنے اور نیند وغیرہ کے آچکے علاوہ
 بچے کے سینے کے نیچے کے حصے میں بہت چھبچھہ ہوتی اجورات کو نہایت ہی زور سے ہوتی ہے اور بعض اوقات
 بچہ ہزار تک ہندین سکنا۔ سوزش کے سبب پیشاب تک بند ہو جاتا ہے۔

جب چرٹے پانچ ماہ میں نکلنے میں یا پھر دو چار برس تک نکل آئیں تو اور یہی یقین ہو جاتا ہے کہ بچہ کی بخشنی ان
 بچے کے سبب تھی۔ یہ بھی یہ ستونگی اور اس کے سبب میں اور طائفی کے کھلنے سے بڑھ نہیں سکتے لیکن علاوہ ان علامتوں
 کے کچھ اندر ایسی دو کاٹھنہ جس سے وہ بچہ میں چرایا جا سکتا ہے جیسے ناک کاٹھنہ لیکن ایسا کھنہ جسمیں
 ہو یا ناک کا تیل اور گلابونہ کے تیز عرق ہوں اور یہی مفید ہو گا۔

چکہ دن تک یہی علاج برد و سر رات کرتے رہنا چاہئے۔ اور اگر اس سے بالکل آرام نہ ہو جائے تو
 پھر سفید بہر میں ایک دفعہ بیت نمک کی بیماری بالکل جاتی رہے۔

سکھلی فصلوں میں اکثر کھجور کھنہ ذکر ہوا ہے مراد اصلی صاف کر نیوالی چیز ہے لیکن عام دستور میں کھنہ سفید
 کی دو کو کہتے ہیں جو کھنہ زیادہ قبض کی حالت میں دست کے لئے کام میں آتا ہے معمولی کھنہ ایک ہر چھبچھہ ہر نمک
 ایک چھبچھہ لیکن اور تیل اور ایک آدھا ہر چھبچھہ یا ماڈ بلانے سے تیار ہوتا ہے۔

بچوں کے لئے ایک چھبچھہ انڈ اور ایک چھبچھہ یا کچی کا ماڈ یا کھنہ بن سکتا ہے۔

فصل تیرہم

بچپن میں ورزش

بچپن میں ہی جسم کی حرکت اور ہلچل کے لئے ایسی ہی ضروری ہوتی ہے جیسی
 بڑی عمر میں۔ پس جسمانی حرکت کو ٹھیک ٹھیک اور حد مناسب تک رکھنے کے لئے بچے کے

بدن اور ان اصولوں کا جملے موافق بدن کے مختلف حصے اپنا اپنا کام انجام دیتے ہیں خیال رکھنا چاہئے۔ پیدا ہونے کے بعد چند ہفتہ تک بچہ کو آبی اٹھانا نہیں مانا جاتا ہے اور یہ جلد ہی نکرنا چاہئے کہ بچہ آپ ہی اٹھنا نہیں جلد ہی سے سیکھ جائے تو اچھا ہے۔ اگر اس بات کا خیال عموماً نہ رکھا جائے اور پہلے ہی سے بچہ اٹھنا سیکھنے کی جلدی مکرنی چاہئے اور نہ خواہ مخواہ اسے کھڑا کرنے یا سیدھا بٹھلانے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ اس سے اسکی کمزور دلچکھ اور کمزور بدن کے بوجھ سے تڑپاتی ہے اور اس سے بچہ نہ صرف ہمیشہ کے لئے گھبراہٹا ہوتا ہے بلکہ لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پیپٹروں اور دل پر بوجھ بڑھنے سے معدہ میں بہت خلل اور خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ پس اتنی عمر میں بچہ کو صرف اتنی ہی ورزش کافی ہے کہ گھر میں گود میں لیکر دو سر اور ہر پیر میں یا ہاتھوں پر سیدھا یا تیر چہا لٹا کر یا چھوٹی سچون کی گاڑی میں بٹھا کر پیر میں یا آستہ آستہ اس کے تمام بدن اور ہاتھ پاؤں پر ہاتھ پیر میں جس سے بچہ کو بڑا آرام پہنچتا ہے اور خون کی گردش بھی بہتر ہوتی ہے۔ بہت سے ماہر ایسے جاہل اور کابل ہوتے ہیں کہ بچہ کو قوت و سحر والے عمر میں گود سے اٹھانے سے بچے کو بڑا تھکاتا ہے۔ چلنے پہلے دیتے ہیں جبکہ وہ اس بات کے ذرا بھی لائق نہیں ہوتے۔ اور نہ اس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ کھانا کھاتے ہی اسے اٹھانے دینا چاہئے اگر وہ بچہ کے مزاج سے واقف ہوں اور ایمان سے اپنے منہ کو کھولیں تو انہیں معلوم ہو جائے کہ وہ یہ بدراستی چلے اپنی ہی دل لگی کے لئے کرتے ہیں۔ بچہ کی تندرستی کا خیال نہیں کرتے۔ جب بچے چلنے پہلے کے قابل نہ ہوں تو آپ یا نون کروں کے ساتھ بید چلانے کی کبھی کوشش نہ کرنی چاہئے۔ جب بچہ اس قابل ہو جاتا ہے تو خود چلنے پہلے کی خواہش کرتا ہے۔ تھوڑے دن اور اسکا آہستہ چلنا اسکی طاقت کیواسطے زیادہ مفید ہے۔ بچپن میں ہی اسکو بانوں یا نون چلانے سے اسکی کمر اور ٹانگوں کو تھکوانے سے بچنا چاہئے۔

ناعاقبت اندیش بابا اب اکثر اپنی خوشی اور دل لگی کا تو خیال کرتے ہیں مگر سچے کے فائدہ اور خوشی کا ذرا ہی نہیں۔ اور بچوں کو اس وقت چلانے پھرانے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ انکے ہاتھ پاؤں اس لایق نہیں ہوتے۔ انکو پھر یہ جانا لازم ہے کہ وہ ایسا اپنی ہی دل لگی کے لئے کرتے ہیں۔ بچہ بیچارے کا کچھ بھی خیال نہیں کرتے۔ اگر وہ خود ہی غور کر لیں تو معلوم ہو جائے کہ جب بچہ کو ایسا کرنے سے تکلیف ہوتی ہے تو وہ روئے لگتا ہے۔ بچوں کی صحت کے واسطے انکے سونے کا انتظام ٹھیک ٹھیک ہونا ہی بہت ضروری ہے یہاں یہ لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کو دین میں کبھی نہ سونے دین کیونکہ دوپہر کے سونے سے دن بھر پچھت رہتا ہے۔

فصل چودہویں

بچوں کی صحت کے متعلق بعض عام باتیں

جب یہ بات سب آدمی جانتے ہیں کہ بابا بچہ کا اثر بچہ پر بہت کچھ ہوتا ہے تو یہ بات ان کو بتانی کہ کن کن حالتوں میں بچہ کی تندرستی پر بابا کا بہت کچھ اثر ہوتا ہے مناسب معلوم ہوتی ہے۔ مفصلہ ذیل حالتیں زیادہ غور کے لائق ہیں۔

اول بچوں کی کمزوری انکے بابا کی کمزوری کا نتیجہ ہوتی ہے۔

دوسرے کم عمر میں لڑکے بالوں اور خاص کر کمزور اور نازک لڑکیوں اور ایسے بچوں کی جن میں سوروفی بیماریوں کا لگنا بہت آسان ہوتا ہے کہ انکے بچہ کی کمزوری کا باعث ہوتا ہے تیسرے بہت قریب کے رشتوں میں شادی کا ہونا اور خاص کر جبکہ انہیں سے کوئی ایسے گہرانے یا فائدان کا ہوجو میں کوئی مرض دائمی رہا ہو۔

یوں تھے بہت بڑی عمر میں شادی کرنا۔

پانچویں لڑکے لڑکی کی عمر میں شادی کی وقت بہت فرق ہونا۔ یہ فرق عام حالتوں کے دو سال سے زیادہ ہونا چاہئے۔

چھٹے حمل کے وقت بچہ کے مابا بچوں کی صحت -

ساتویں حمل کے دنوں میں ماکی صحت -

بچے زیادہ اس سبب بیمار ہوتے اور مر جاتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کچھ کہہ جاتے ہیں اور ہوتا کچھ ہے۔ بعض اوقات حکیم سے بچہ کی تکلیف یا بیماری کا ذکر تک نہیں کرتے بڑی عقلمند ہیں ہی بعض اوقات حکیم جی کے ناراض ہو جانے کے ڈر سے بچہ کی بیماری کا بار بار ذکر نہیں کرتے اور اس سبب اگر بچہ کو آرام نہ ہو تو حکیم کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ اسکی تشخیص میں ہی فرق رہ گیا ہو گا اور اصل میں اُنکا علاج ہی نہیں ہوتا۔

بچپن میں بیماری ہونے کے اکثر دو سبب ہوتے ہیں -

ایک تو بچہ کے پیدا ہونے سے پہلے اسکی ما کا بیمار ہونا۔

دوسرے بچہ کے پیدا ہونے کے بعد اسکو سردی گرمی ہو جانی۔

جسطرح بچوں کے مابا بچہ کی بیماری کا اثر اُنپر ہوتا ہے ویسے ہی انکی صحت کا یہی اثر اُن پر ہوتا ہے۔ یہ جو بیان ہوا کہ مابا بچہ کی بیماری کا اثر بچوں پر بھی ہوتا ہے اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ انکی وہی بیماری بچہ کو بھی لگ جاتی ہے بلکہ اس سے صرف یہی مراد ہے کہ ایسے والدین کی اولاد انہی بیماریوں میں زیادہ آسانی سے مبتلا ہو سکتی ہے بہ نسبت اُن بچوں کے جو تندرست والدین کی اولاد ہوتے ہیں اور اسی سبب سے بیمار والدین کی اولاد کی زیادہ احتیاط اور خبرداری رکھنی چاہئے۔

فصل ہند پر مہوین

کہانے پینے کے بیان میں

اپنے بچوں کو جلد ہی طاقتور بنانے کی خواہش سے اکثر بچوں کی ماؤں کو بہت ثقیل کہانا بار بار کھلاتی ہیں۔ اگر بچہ کو جلد ہی جلد ہی بغیر چبانے کے کہانے دین تو بیشک وہ حد سے زیادہ کھائیگا۔ اسکے خلاف اگر اُسکا دل نہ بہلاتے رہیں اور وہ کھیل کود میں نہ لگا رہے تو وہ بار بار

کہانا مانگیگا اس سبب سے نہیں کہ بھوک لگتی ہے بلکہ بچہ کو تو کچھ شغل چاہئے اسلئے کہا ناہی
 سہی۔ بچہ کو روٹی یا شہانی دیکر بہلانے سے انکی صحت ہی کو نقصان نہیں پہنچتا بلکہ ان کی
 عادت ہی خراب ہو جاتی ہے بچہ کو جھدر جادہ مو کے یہ عادت ڈالنی چاہئے کہ وہ صبح و شام
 کے کہانے کے پچر میں وقت مقررہ سے پہلے کہانا نہ مانگے۔

معدہ کو سہی اور اعضاء کی طرح آرام لینا چاہئے اگر اسے آرام نہ دیا جائے اور بچہ اندھا دیند کہا
 جائے تو ضرور بدہضمی ہو جائیگی اور صحت میں فتور آجائے گا۔

دوسرے برس بچہ کو طاقتور اور توانا کر سنبکے لئے مقوی خوراک اور نمک اشیا کے دینے سے
 اکثریت نقصان ہوتا ہے۔ اسلئے ایسی حرکت اشیا اور سرگز نہیں دینی چاہئے اور کم رو بچوں کو
 بہت مقوی کہا ناہی نہ دینا چاہئے۔

تندرست بچہ جو کبھی کبھی بھوکا رہنے سے کمزور ہو گیا ہو اس طرح طاقتور ہو سکتا ہے مگر ان بچوں
 جنکا اضمہ خراب ہو اور جو کمزور ہوں یعنی ملی اور نرم خوراک سنبکی اتنی ہی انکے لئے مفید ہوگی
 اور جتنی زیادہ مقوی اور محرک ہوگی اتنی ہی انکی صحت اور جسم کی توانائی کیلئے مضر ہوگی۔

جب بچہ کے دانت نکل آئیں تو کچھ مہینے تک اسکی غذا ہی طرح کی کھائی گئی ہو کہانی مفید ہوتی ہے
 بند گوہی۔ گاجر۔ انگور وغیرہ ایسی ترکاریاں ہیں جو بچوں کو بہت ترسے اور علوم ہوتی
 ہیں اور بلدی ہضم ہی ہو جاتی ہیں لیکن بہت نہیں کھلانی چاہئیں۔ اور ایک ساتھ یا
 ایک وقت ہی کئی طرح کی چیزیں نہ دینی چاہئیں۔

جب معدہ کمزور ہوتا ہے تو ایسی گرم غذا گوشت وغیرہ سے زیادہ فائدہ دیتی ہے چنانچہ
 ڈاکٹر ابراہم اور امریکہ کے اور بڑے بڑے ڈاکٹر اس بات پر بہت زور دیتے ہیں کہ بچوں کو
 حیرت انگیز نیپلاری۔ ترکاریاں اور دودھ وغیرہ ہی دینی چاہئیں۔ گوشت خواہ کسی
 طرح کا ہو صحت کو بالکل مضر ہے۔

باب سوم فصل اول

دوبارہ اخلاقی تعلیم اطفال

بچہ کی جسمانی تربیت کے اصولوں کے بیان کے بعد یہ ضرور ہے کہ اسکی اخلاقی تربیت کیلئے جو باتیں ضرور ہیں۔ اُنکا بھی ذکر کیا جاوے۔ انسان کے بدن یا دل ہی کو آدمی نہیں کہہ سکتے کیونکہ اگر انسان جو اُس مادہ کی دنیا میں رہتا ہے اور جسکی زندگی استعداد مختلف مادی اشیاء پر مبنی ہے۔ اگر دل ہی دل ہوتا تو باقی مخلوق کے مقابلہ میں نہایت ہی عجیب خلقت قرار دیا جاتا۔ اسطرح اگر انسان میں گہری کی مانند بجزرے ہی بجزرے انتظام اور ترتیب کے ساتھ لگے ہوئے ہوتے اور اُس میں دل یا مرضی نہ ہوتی جو اسکی حرکات و سکنات کا سبب ہے تب ہی ایسی ہی حالت ہوتی۔ اس لئے اُن مطالب کو پورا کرنے کے واسطے جسکے لئے انسان دنیا میں ہے ضرور ہے کہ اسکی تعلیم اور تربیت میں اس بات کو بھی مد نظر رکھا جائے کہ اس میں تندستی اور طاقت کے ساتھ ہی صحیح اور قومی دل و دماغ بھی ہو۔ یہ بات شاید دوسرے بچوں کی واضح ہے کہ ہر امر جو انسان کے جسمانی یا دماغی حالت کو بدلتا ہے یا بدلتے کے لائق ہوتا ہے وہ ضرور کوئی نہ کوئی دائمی اثر چھایا پڑا اُس پر پیدا کرتا ہے۔ اور اگرچہ بچہ کی تعلیم مجازی پانچ یا چھ برس کی عمر سے شروع ہوتی ہے لیکن اسکی اصلی تربیت اُن تمام امور پر منحصر ہو سکے سبب جو اسکے ارد گرد ہوتے رہتے ہیں بیداریش کے دن سے ہی شروع ہو جاتی ہے۔ درالشریحہ کو یہ بھی معلوم ہونے سے پہلے کہ میں کون ہوں آئندہ کے لئے اسکی دماغی حالت کی ایک مضبوط بنیاد پڑ جاتی ہے۔ اگر اس بچہ کی ہمیشہ مد نظر رکھا گیا کہ بچہ کو تو ان قدرت کے مطابق تعلیم دین تو اسطرح آسانی بچہ کو واسطے بے نقص ترقی اور اصلی خوشی دینا ہو سکے گی۔ لیکن اگر ایسا کیا جائیگا تو بچہ کے بول سکنے اور سوچ سکنے کے بعد ہی نہیں بلکہ پہلے ہی سے بہت سی خرابیاں ظہور میں آنے لگسکی۔

جو باہت لاڈ و پیار کرتی ہیں وہ اگر انکا بچہ بڑھی سے بڑھی بات ہی کرتا ہے تو اکثر یہ لہکے اور گندہ کرتی ہیں کہ اہی تو بہت چوٹا ہے جب بڑا ہو جائیگا تب سب سمجھنے لگے گا۔ لیکن اصل میں یہ نہایت غلط خیال ہے۔ بچپن میں ہماری رہنما عقل نہیں چھوڑتی بلکہ مان باپ کے محتبانہ حکم اور بد امتین۔ اور انکو بڑے کاموں سے روکنے کے لئے انکے بڑے ہوجانیکا انتظار کرنا گویا اس بات کا انتظار کرتا ہے کہ جن بڑھی عادات و خصلات کو ہم دور کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اچھی طرح پکارتی ہیں اور ایسے مضبوط ہوجائیں کہ پھر دور نہ ہو سکیں عقل آنے سے پہلے بچے میں مختلف جذبوں جیسے محبت اور دیگر قوائے اندرونی کا دور دورہ ہوتا ہے۔ اور اگر انکو مناسب طرح نہ روکا جائے اور ترتیب سے نہ رکھا جائے جو بالکل کام ہے تو بچے کی طبیعت چاہے جو شکل اختیار کر سکتی ہے اور اسکے ارد گرد کی حالت کے موافق اسکی عادات اور خصلات ہوجاتی ہیں۔ پس اگر اس نازک حالت میں علاوہ مناسب تعلیم نہ ہونے کے بچہ اپنے اور ہم عمر بڑھی اور بد خصلت بچوں کے ساتھ کیلے تو اسپہ اسقدر خراب اثر ہونا اغلب ہے کہ پھر برسوں کی درستی سے ہی دور نہ ہو۔ پس چونکہ شروع عمر میں جو اثر بچے کی عادات اور خصلت پر ہوتا ہے وہ ایسا دیر پا اور مضبوط ہوتا ہے اسلئے مان کو بچپن ہی میں بچے کی تعلیم کی طرف متوجہ ہونا نہایت ضروری ہے۔

شروع عمر میں بچوں کو قلم دینے میں جو دو غلطیاں کیجاتی ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

اول بچے کی مرضی کو بہت اختیار دیا جاتا ہے۔ اور اسطرح جو خواہش بچے کے دل میں پیدا ہوتی ہے اسکو بے روک ٹوک پورا ہونے دیتے ہیں۔

دوم۔ دوسری غلطی پہلے کے بالکل برعکس ہے یعنی مان بچے کے تمام خیالات کو نہیں مانتا کہ ناچاہتی ہے۔ اور ذرا ذرا سے کاموں کو نہایت سخت پابندی کے ساتھ کرائی ہے۔ کہونکہ سخت پابندی تو اعداد صرف بچوں کی طبیعت کے بالکل برخلاف ہوتی ہے۔ بلکہ انکے آرام اور خوشی کی غارتگر سمجھنی چاہئے۔ پہلی غلطی کے سبب بچہ اسقدر خود غرض ہوجاتا ہے کہ جلد ہی بالکل بگڑ جاتا ہے۔ دوسری غلطی کے سبب بچہ کو اسقدر پابند حکم ہونا پڑتا ہے۔ کہ اسکی

طبیعت بالکل ٹوٹ جاتی ہے۔ تیسری غلطی جو کبھی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ماں ہر ایک آدمی سے جو ملنے آتا ہے اپنے بچے کی تربیت کی ترکیبیں دریافت کرتی ہے۔ اور ان پر عمل کرتی ہے۔ اور سطح اکثر اوقات بڑے مضر نتائج پیدا ہوتے ہیں۔

بچپن میں اور نیز بڑی عمر میں ایک بہت عمدہ نعمت جو ہمو مل سکتی ہے وہ بدن اور دل و دماغ کی چستی و چالاکی ہے اور یہی ضرور ہے کہ یہ چستی و چالاکی مصنوعی نہ ہو۔ مختلف قسم کی ہوا اور سطح مضر نہ ہو۔ علاوہ برین اسکو سکھلانے کے طریقے بھی ایسے نہ ہوں کہ جسے کسی قوت اندرونی پر بے ضرورت بوجھ پڑتا ہو۔ اس نعمت کے مقابلہ میں بدن اور دل و دماغ کا پورا ہنا ایک بڑی آفت ہے۔ پس تین بائیں میں چیکا بچوں کی تندرستی اور خوشی کیلئے ہمیں خیال رکھنا چاہئے

اول پرورش کا طریقہ ایسا ہو جس میں ہمارے تمام بدنی و دماغی اعضا کو مناسب حالت میں پانے یا استعمال کئے جانے کا موقع ملے۔

دوسرے اس بات کی احتیاط رکھی جاوے کہ دلی مشغلی اس قدر زیادہ نہ ہو کہ اور سب قوتیں تنگ جائیں یا کمزور ہو جائیں۔

تیسرے ان جذبوں اور اس میلان طبیعت کی ہمتوں یا خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے کافی اختیار دیا جاوے۔ جو ہمو گہرے تعلقات زندگی ادا کرنے کے لئے تیار ہوں اور اس کے ساتھ ہی احتیاطاً ان تمام باتوں کو روکا جائے جو اخلاقی اصول اور عقل کے برخلاف ہوں۔ تمام حالتوں میں بچوں کی پرورش کے لئے بچے کی ضروریات اور خیریاں اور طبیعت کے باطنی اور سطحی طریقے اختیار کرنا ہی ایک بڑا اصول ہے۔ گویا خود بچے کی رائے کے کھیل اور مشغلی مقرر کرنے میں لینی چاہئے۔ جب بچہ ایسی حالتوں یا خواہشوں یا ضروریاتوں کا ظہار کرے۔ جو مناسب اور ٹھیک ہوں تو اسکی خوشی کے لئے سب سے عمدہ طریقہ یہ ہی ہے۔ کہ ان ضروریات وغیرہ کو مناسب طرح پورا کر دیا جاوے۔ بلی اور اس کے بچے کی مثال اس بارہ میں

نہایت نصیحت انگیز ہے۔

بچہ جب طرح اسکی عقل حیوانی اسکو رہنما کرتی ہے کہلاڑیاں کرتا ہے اور طرح طرح کے کھیل کود میں مشغول ہوتا ہے لیکن اس تمام عرصہ میں اسکی بان نہایت ہوشیار رہی سے اسکی خبرداری کرتی رہتی ہے۔ اور اگرچہ اسکو چاہے جد بہرہ لے اور چاہے جس طرح کھیلنے اور اپنی طبیعت بھلانے کی اجازت دیتی ہے۔ تاہم خون و خطر کے موقعوں پر فوراً اسکے بچانے کو موجود ہو جاتی ہے لیکن اگر بلی اپنے بچے کے تمام کھیل کھلاڑیوں کو خود مقرر کرے اور شرعاً دھم کرنے وغیرہ کے یہی وقت مقرر کر دے تو ظاہر ہے کہ وہ محبت اور اتحاد خنکے واسطے پائی اور پائی کا سبب مشہور میں ختم ہو جائیگا۔ پس ایسا کبھی نہیں ہوتا۔ بلی ہمیشہ اپنے بچے کو جس طرح وہ چاہے کھیلنے دیتی ہے۔ بان جب کبھی خون و خطر ہوتا ہے نہایت جالاکئی اور چستی لیکن بہرانی اور محبت سے بچے کو بچانے کے واسطے اسکو اسکی کھلاڑیوں سے روکتی ہے اور بچہ بھی اپنی عقل حیوانی کے ذریعے اس محبت اور بہرانی کے کام کو پہچان جاتا ہے اور پہلی ہی جیسی محبت ایک دوسرے میں قائم و موجود رہتی ہے۔

بالکل اسی اصول پر انسان کے بچوں کو بھی پالنا چاہئے۔ بچے کو جو کچھ وہ چاہے کرنے دینا چاہئے۔ اور جس طرح وہ چاہے کھیلنے دینا چاہئے۔ جب تک اسکا کوئی کام یا کھیل مضربدن یا صحت نہ ہو اور بلحاظ اخلاق نامناسب نہ ہو لیکن والدین کو ہمیشہ تیار و مستعد رہنا چاہئے کہ جب کبھی بلحاظ اخلاق و دور اندیشی ضروری ہو۔ بچے کے کاموں کو یا تو روک دے یا تیار اور مفید طرف بدل دین۔

بچہ جو نامناسب باتیں کرے یا ایسی چیز کی خواہش کرے جسکا پورا کرنا عقل کے خلاف ہو۔ تو اسکو فوراً بہرانی اور نرمی لگے ساتھ ہی استقلال کے ساتھ روک دینا چاہئے۔ اور اس طرح عمل کرنا چاہئے۔ کہ بچہ خود بخود یہ بان جائے کہ یہہ جو مجھ کو روکا گیا ہے یہہ سبب محبت بہرانی کے ہے نہ کہ براہ ظلم و زبردستی۔ جس بات سے میں روکا گیا ہوں وہ اب میں نہیں

کرنے پابانگ خواہ کتنی ہی ضد یا التجا کیوں نہ کروں۔

دوسرا طریقہ بچوں کی پرورش کا جو نہایت مختصر ہے۔ یہ ہے کہ تمام کام یا کھیل بچے کے والدین سر نہی کے مطابق ہوتے ہیں اور ان کے ہر کام میں اور ہر بات میں والدین دخل دیتے ہیں۔

الغرض بچوں کی اصلاحی تعلیم اور تربیت کے لئے والدین کو چاہئے کہ بچے کے مختلف جزئیات جیسے محبت اور توانے اندرونی کو انکاموں کے کرنے میں جو وہ کرتا ہے کافی آزادی و خود مختاری دیجادے کیونکہ بچہ کی آئندہ کی خوشی و خصلت اور مفید مطلب ہونا ان اجزائے انسانی کے باہدگر خوش اسلوبی کے ساتھ کام کرنے پر منحصر ہے۔ ساتھ ہی ہمسکو چاہئے کہ بچہ میں خود عملی اور خود استطاعت کی طاقت پیدا کریں تاکہ اس میں اپنے مفروضات کے خود پورا کر سکی عادت پڑے بجائے اسکے ہر کام میں اور وہ ہی سرخمر رہنے لگے۔ مگر اسکے ساتھ ہی فریاد و رسی۔ اور خود انکاری کا سبق ہی شروع ہی سے بچے کے دل پر نقش کر دینا چاہئے۔

فصل دوم

عملی باتین جو اصلاحی تربیت کی واسطے ضروری ہیں

(۱) بچے کی پوری اور شیک تربیت کے لئے ضروری ہے کہ ان کام کر سکلے بچوں کی استعداد ہو۔ اور خوشی خوشی سب کام بچے کا کر سکیو تیار ہو۔ عقلمند ہو۔ عالم ہو۔ یعنی عالم واقفیت اسکو کافی ہو۔ اور اس قسم کے ذریعہ اسکے پاس ہوں کہ بوقت ضرورت جو واقفیت درکار ہو وہ حاصل کر سکے۔ اور ہمیشہ بہر بانی اور انصاف کے ساتھ بچے سے پیش آوے۔ مگر یہ تمام باتین شکل ہی سے کسی مابین پائی جاتی ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ کاغذ یا کسی قسم کا ذاتی لالچ بچے پر نہایت مضر اثر پیدا کرتا ہے۔ اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ عام طور پر یہ کہنا جاسکتا ہے کہ عیسیٰ خصلت یا عادت نامی

بچے کے سامنے ظاہر نہ کی ویسی ہی حاصلت و عادت بچے میں ہی ہوگی۔ بچے کے سامنے کوئی کام یا بات ایسی نہیں کرنی چاہئے جسکو ہم بڑی سمجھتے ہیں یا جسکو ہم کسی بڑے آدمی کے سامنے کرنا مناسب نہ سمجھتے ہوں۔

(۲) اگر ان ہوشیار اور عقلمند ہے اور بچہ کی طبیعت سے واقف ہے۔ تو ضرور اسکو معلوم ہوگا کہ بچہ کی زندگی کے کسی اور حصہ میں اسکو فاضل ہوشیار شائستہ اور نہایت ہی بااخلاق آدمیوں کی حفاظت میں رکھنے کی ہنر ہوتی جسقدر بچپن میں ہوتی ہے۔

(۳) بچوں میں ہر قسمی بات کو معلوم کرنا بہت زیادہ شوق ہوتا ہے۔ اس شوق کو پورا کرنے سے بہت کچھ فائدہ بچہ کو ہو سکتا ہے۔ اسلئے بچے کے حواس اور قوت مشاہدہ کو اس سطح پر تعلیم و تربیت دینی چاہئے کہ اسکو اس شوق کے پورا ہونے میں مدد دے۔ مختلف کھلونے یا تصویریں بچے کے سامنے رکھنی چاہئیں۔ اور اسکی توجہ انکے رنگ۔ شکل۔ خواص۔ اور استعمال کی

طرف ڈالانی چاہئے۔ اصول یہ ہے کہ بچہ کی ہر قابلیت یا جذبہ کو کام میں لائیکے واسطے اس قابلیت یا جذبہ سے خاص علاقہ رکھنے والی کوئی نہ کوئی چیز ضرور ہوتی ہے۔ اور یہ خاص چیزیں بچہ کی طبیعت اور طرز فریج کے تحقیق ہونے کے بعد تجزیہ سے بخوبی معلوم ہو سکتی ہیں (۴) ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بچہ کو الگ یا ایسے میں صرف مان کے پاس نہ رکھا جائے۔

کیونکہ بچے کے تمام جذبات اور محسوسات کو ترقی دینے اور کام میں لانے کے واسطے ضروری ہے کہ اسکو اور اپنے ہم عمر بچوں سے باہر سے آدمیوں سے کام پڑے۔ محبت کرنے والے واسطے وہ جس سے محبت کیجائے۔ انصاف و بہرمانی کرنے والے وہ جس پر انصاف یا بہرمانی کی جائے۔ ڈرنے کی واسطے وہ جس سے ڈرا جائے۔ خفا ہونیکے لئے وہ جس پر خفا ہوا جائے۔ انقض ہر فعل کے لئے مفعول ضروری ہے۔ اگر مفعول نہ ہوگا تو ان تمام کاموں میں سے کوئی نہ ہو سکے گا اور وہ عادت و خصلات جو ان کاموں کے ہونے پر منحصر ہیں ترقی نہ پاسکتے۔

اسلئے ان طاقتوں کو کام میں لانے اور ترقی دینے کے لئے جو ہم کو پرورش کرنے والے ہیں۔

ہاتھ پر چھینا اور منہ بنانے کا تاشا دیکھ کر حظ اٹھائیں۔ انیسویں کو جو خود اس حالت میں موجود تھے اور قیمت خوش ہو رہے تھے یہ معلوم تھا کہ اسطرح وہ اپنے بچے کے خاص خاص عمدہ ہونے والے دل میں کقدر برآنتیجہ اور کھلسلی ڈال رہے ہیں اسطرح اکثر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ صرف کھیل اور تماشہ کی خاطر بچہ کو جان بوجہ کر چھوٹ بولنا کہ فریب کرنا گالی دینا۔ فحش بگنا سکا یا جانا ہے۔ اور بچہ جب اپنے والدین کو کوئی ایسا کام کرتے دیکھتا ہے تو اسکے دل پر یہی قیمت برآثر پیدا ہوتا ہے۔

ایک دفعہ ایک بچہ نے کچھ کہوٹ کیا اور سزا کے ڈر سے اپنے تصور سے صاف انکار کیا۔ مگر اتفاق سے مانے اسکو خود وہ کہوٹ کرتے دیکھ لیا تھا اسلئے اسنے اسکو چھوٹ بولنے کی سزا دی اور یہ کہہ لیا کہ اگر تو چھوٹ نہیں بولتا تو تجھکو کچھ ہی سزا نہ ملتی۔ انکا یہ برتاو ابھی جو اسنے اپنے بچے کے ساتھ کیا انیسویں کے لائق ہے کہ اسکو سزا دیکر استغدر ڈرا دیا کہ وہ سزا کے ڈر سے چھوٹ بولنے پر آمادہ ہو۔ لیکن طرہ ان سب پر یہ کہ سزا دینے سے چند منٹ پیشتر مان نے خود بچے کے سامنے ایک چھوٹ بولا تھا ایک ایسے واقعہ کی بابت جو خود بچے کے روبرو ہوا تھا اور جسکو بچہ اچھی طرح سمجھ سکتا تھا۔ ناظرین خیال کر سکتے ہیں کہ جو سزا بچہ کو دی گئی اس سے کہاں تک اسکے دل میں چھوٹ کو چھوڑنے کی خواہش پیدا ہوئی ہو گی جب کہ اسنے خود دیکھا کہ جس بات کے واسطے اسکو ایسی سزا ملی وہ ہی بات مان نے بغیر ذرا بھی جھپکنے کے کی تھی۔

ایک اور مثال یہ ہے۔ کہ ایک دن دو چھوٹے لڑکے اچھے کپڑے پہنے ہوئے انہیں ہاتھ دے کر لڑکے پر جا رہے تھے اور ایک جوان عورت جسکی نگہبانی میں وہ تھے ان کے آگے آگے جا رہی تھی۔ اتفاق سے ایک موٹر پر ان میں سے ایک لڑکی کا پرہیلا اور لڑکی میں ایک گڑا تھا اس میں جا پڑا۔ اس سبب سے بیچارہ لڑکا گر پڑا۔ اور چونکہ دوسرا لڑکا ہاتھ پکڑے ہوئے ہوا اسلئے دوسرا ہی اسکے اوپر گر گیا۔ لیکن کسی کے چوٹ نہ لگی۔

تو یہی اُس نے جو پہلے گرا تھا اُنہر کر اپنے بہائی کی طرف شہرِ مندی اور اندیشہ کی نگاہ سے دیکھا۔ اور جب اُس نے دیکھا کہ اُس کے کچھ چوٹ نہ لگی اِس چہرے کا واقعہ کے سبب وہ اور خوش معلوم ہوتا ہے تو یہ بھی مسکرا دیا۔ اس عرصہ میں عورت نے مڑ کر دیکھا کہ کیا ہوا۔ اور بجائے انکی خوش منطبعی اور خاطرِ جمعی کو دیکھ کر خوش ہونے کے اُس نے صرف یہ دیکھا کہ اُن کے چہرے پر تہوڑی گرد لگ گئی ہے۔ اور گرد کا لگا ہونا اُسکی بے احتیاطی اور بے خبری ظاہر کرتا ہے۔ اس خیال سے جب جھلا کر اُس نے اول دونوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر زور سے ہلایا۔ اور پھر جان بوجہ کر اُس لڑکے کے منہ پر جو پہلے گرا تھا اور جس نے دوسرے کو بھی گرایا تھا کئی تھپتھپارے۔ اس ناگہانی آفت کو دیکھ کر سچا رے لڑکے بچک رو گئے۔ انکی چہرہ کی لاشائے خوراکا نور ہوئی۔ بجائے مسکراہٹ اور خاطرِ جمعی کے انکے چہرے پر سستی۔ بریشانی۔ ناامیدی۔ اور تعجب کے آثار نمایاں ہوئے۔ اور باقی راستہ میں ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے کوئی ملزم بد معاش کسی سخت مزاج برہم سپاہی کی نگرانی میں قید خانہ کی طرف جاتے ہیں۔ جو ان عورت کے چہرہ سے یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ بہت سخت مزاج ہی یا اس میں عقل کم ہی بلکہ یہ ظلم جو اُس نے اُن لڑکوں کے جذبوں اور دلوں پر کیا وہ صرف یہ سبب اور اقصیت تھا۔ اپنی حالت ناواقفیت میں اُسکو اس اخلاقی کہلبلی کا خیال ہی نہ تھا۔ جو اُسے اس طرح سے انصافِ محبت۔ اور قدر کرنے کے تو اُسے دل کو درہم برہم کر کر ان بچوں کے دلوں میں پیدا کی رکو معلوم تھا کہ اس کہلبلی سے جو خراب جزبات انسانی ہیں۔ اُنکو کس قدر موقع ترقی کرنے کا ملے گا۔ ورنہ فردہ جو اپنی اُس فضول اور بے فائدہ بلکہ نہایت مضر و نقصان دہ برتاوے سے بچتی۔

ان سب باتوں سے نتیجہ نکلتا ہے کہ بچہ کی اخلاقی تعلیم کے واسطے پہلا کام یہ ہے کہ اُن مردوں یا عورتوں کی تعلیم اور واقفیت کو درست اور زیادہ کیا جائے جن کی نگہبانی میں بچہ رہتا ہے یا رہے گا۔

(۶)۔ اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ تمام قوائے دل اور جذبات کو برابر حصہ دار کام کرنے اور ترقی کر سکا موقعہ دیا جاوے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ بعض جذبات کو قوت ترقی دیدی جاوے اور باقی یونین سست دیکھا رہے رہیں۔ اور اس مطلب کے حاصل کرنے کی واسطے ضروری ہے کہ بچے کے نوائے دل اور جذبات سے واقفیت حاصل ہو اور یہ ہی معلوم ہو کہ کس طرح یا کس ذریعہ سے کس قدر ترقی کی ضرورت ہے اور اس کی تعلیم میں کیا ترتیب رکھنی مناسب ہے یہ تمام باتیں معلوم کرنے کے واسطے مختلف کتابیں جو بڑے بڑے مصنفوں نے اس بارہ میں لکھی ہیں۔ والدین کو پڑھنی چاہئیں۔ یہ ہم تجربہ سے جانتے ہیں کہ جسمانی اور دماغی اثروں سے بچے میں بہت تغیر پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے قوار اخلاقی کے لحاظ سے ہی ہکو پوری پوری خبر داری کرنی ضرور ہے۔ کیونکہ جس طرح آنکھ یا کان میں آہستہ آہستہ شق کرائے جانے سے عمدہ سے عمدہ تیز سے تیز اور صحیح سے صحیح حس پیدا کر سکتے ہیں۔ اور نیز استعمال میں نہ لانے سے اُنکے حواس کو نہایت کمزور اور گندہ ہی کر سکتے ہیں۔ یہی واسطے محبت مختلف چیزوں اور قوائے اندرونی کے قوت۔ تیزی اور صحت مناسب طرح کام میں لائے جانے یا نہ لائے جانے سے زیادہ یا کم ہو سکتی ہے۔

۷) بچوں کی تعلیم میں اختلاف اشغال ہی بڑی بات ہے۔ آدمی کا خاصہ ہے کہ اگر بہت دیر تک ایک ہی چیز یا بات یا کام میں لگا رہے تو اُس کا دل اوکٹا ہے۔ اور ایک عرصہ کے بعد یہ اُس کام پر اُسکی طبیعت بالکل نہیں لگتی۔ کوئی اور نیا کام کر سکیو جی چاہتا ہے اور اگر لگا چاہو کہ وہ ہی کام کرنا پڑے تو یا تو وہ بگڑ جاتا ہے۔ یا کم سے کم اُس میں وہ ترقی اور کامیابی نہیں ہوتی جو شروع میں ہوتی ہے یا کسی نئے کام میں ہوتی ممکن ہے۔ اور بچپن میں مزاج کا یہ چیل بنا اور یہی زیادہ ہوتا ہے۔ تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بچہ کی توجہ ایک آدھ گھنٹے میں کم سے کم دس مختلف طرف مٹی ہے۔ کبھی اپنی ماں کو آئے دیکھ کر مسکراتا ہے۔ کبھی اپنے ہاتھ پر ہلا کر کھلا رہی کرتا ہے۔ کبھی کسم کھلانے کو

سنبھہ میں لیکر خوش ہوتا ہے۔ کبھی کسی کام کے ذرا مرضی سے موافق نہ ہونے سے ناراضی ظاہر کرتا ہے کبھی اپنے چھوٹے سے بھائی یا بہن کے آنے سے محبت کا اظہار چہرہ پر آتا ہے کبھی کسی اجنبی کے اچانک آنے سے تعجب اور خوف کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ الغرض یہ تمام تبدیلیاں جو بچہ کی توجہ میں واقع ہوتی ہیں نہایت ہی جلد جلد ہوتی ہیں۔ اور اس سے والدین کو سبق لینا چاہئے کہ ہرگز یہہہ کوشش نہ کریں کہ بچہ کی توجہ ایک ہی طرف بہت دیر تک لگے کہ اسے کیونکہ اول تو وہ اپنی اس کوشش میں ناکامیاب ہونگے اور اگر کسی طرح یہہہ کر ہی سکے تو اس سے بچے کے مزاج اور قدرتی طبیعت کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔

(۸) یہہہ یاد رکھنا چاہئے کہ بچے کے مختلف حواس و جذبات و قوائے دل کی ترقی اور تقویت دو باتوں پر منحصر ہے۔ اول مختلف اعضا اور قوائے اندرونی ترقی پر مثلاً پیدا ہوتے ہی بچہ کی دیکھنے۔ سنے اور سونگھنے وغیرہ کی قوتیں تقریباً بالکل بیکار ہوتی ہیں۔ صرت چھوٹے کی قوت کام میں آتی ہے۔ مگر رفتہ رفتہ پہلی دونوں قوتوں کو اندرونی ترقی ہوتی ہے اور اس قابل ہو جاتی ہیں کہ اپنا کام بخوبی انجام دیں۔ اسکے بعد سونگھنے کی قوت کی ترقی شروع ہوتی ہے۔ اسطرح دیگر جذبات کا حال ہے۔

دوسری بات جس پر یہہہ ترقی منحصر ہے۔ وہ وہ قدرتی ظہور اور اشیاء و اسباب بیرونی، جیسے حواس اندرونی کا کام منحصر ہے۔ مثلاً دیکھنے کی قوت کے استعمال کے لئے روشنی کا ہونا اور ترقی کے لئے مختلف رنگوں اور محدود چیزوں کی موجودگی لازم ہے۔ پس دوسری بات جس پر ترقی حواس منحصر ہے وہ یہہہ ہے کہ بچے کو روشنی میں رکھا جائے۔ مختلف اشیاء اسکی نظر کے سامنے سے گزریں۔ وغیرہ۔ اگر ایسا کیا جائیگا تب ہی اسکے حواس و جذبات کی ترقی بہت جرج واقع ہوگا۔ الغرض ان دونوں باتوں کا ہونا ضروری ہے اور اس و جذبات و قوائے دل کے لئے نہایت ہی ضروری ہے اگر ان میں سے ایک ہی ہوگی

تو انکی تربیتی میں بہت کچھ حرج واقع ہو گا۔

(۹) خوشی اچھا ملتی ہے جب کسی تواری اندرونی کو ٹھیک ٹھیک استعمال کیا جاتا ہے۔ اسلئے بچے کی خوشی حاصل کرنے کے لئے پاپائے کہ اُسکے مختلف قوائے کو این اشیاء کے ذریعہ ترقی دین جو انے خاص علاقہ رکھتے ہیں۔ اس اہم عمل کو خیال میں نہ رکھ کر یا تو والدین اپنے بچوں کے طرف سے خبر اور بے پروا ہو جاتے ہیں اور یا اسقدر پروا اور خبر داری کرتے ہیں کہ بجائے فائدہ کے اُلٹا نقصان پہنچانے لگتے ہیں۔ سبب یہ کہ عموماً والدین خود عملی اور خود انتظامی کے مسئلوں کو اچھی طرح نہیں سمجھتے۔ یا تو وہ بچے کی واسطے بہت زیادہ خبر داری کرتے ہیں یا بہت ہی کم۔ جو والدین اپنے بچے کی واسطے بہت ہی زیادہ خبر داری اور پروا کرتے ہیں انکی کوشش چونکہ ٹھیک طرح کی نہیں ہوتی اسلئے اکثر بچے میں ایک طرح کا جذبہ پیدا کر دیتے ہیں جسکے سبب آئندہ زندگی میں اُنکے بدنِ دل و دھون کو نقصان پہنچتا ہے۔ اخلاق کے لحاظ سے ہی اُسکے بڑے نتیجے پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکہ جب بچہ دیکھتا ہے کہ سب کے سب ایسی ہی خاطر داری اور نگرانی میں مشغول ہیں جو وہ کہتا ہے یا چاہتا ہے ہر ایک اُسکے پورا کرنے کو مستعد تیار ہے۔ اور اُسکی خوشی اور آرام کے سب خواہاں ہیں تو یہ دیکھ کر خواہ مخواہ اُسکے دل میں اپنی قدر و عظمت کے خیالات اور اپنی بڑائی اور غرور کے جذبے پیدا ہو جاتے ہیں اور ترقی پاتے ہیں اور روز بروز اُسکی خواہشیں زیادہ ہوتی جاتی ہیں۔ اور اُسکو عادت ہو جاتی ہے۔ کہ اگر اُسکی مرضی کی بات نہ رہی مالدی جاوے تو اُسکو بہت بڑا معلوم ہوتا ہے۔ روتا ہے۔ چلا آتا ہے اور کرا کر رہتا ہے۔ والدین جو اس عرصہ میں اپنی محبت کا اظہار اُسکی سب خواہشوں کے پورا کرنے اور اُسکی ہر حاجت کو خواہ اصلی ہو یا مصنوعی بر لانے سے کرتے رہے ہیں جسوقت بڑا ہوتا ہے تو اُسکی بگڑی ہوئی عادتوں کو دیکھ کر رنجیدہ ہوتے ہیں۔ اور ناامید ہوتے ہیں۔ یہ نہیں سمجھتے

کہ جو کچھ اب دیکھتے ہیں وہ انہیں کاسمون کا پھل ہے۔ بچہ کا اس میں کچھ قصور نہیں ہے۔
 انہوں نے اس کے غرور تکبر اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کے خیالات اسکے دل میں پیدا
 کئے ہیں پس ان خرابیوں کو دور کرنے کے لئے والدین کو چاہئے کہ بچہ کی خود غرضانہ فطرت
 یا حاجتوں کو نہایت احتیاط اور استقلال سے روک لیں اور پورا ہونے دین۔ یا جن
 باتوں کو بچے کے بڑا یا مفہم سمجھیں انکو محبت اور دہربانی مگر ساتھ ہی استقلال کے ساتھ
 روک لیں اور اسکے ساتھ ان خواہشوں یا حاجتوں یا باتوں یا کاسمون کو ٹھیک میں یا
 بچے میں باختمین کوئی نقصان معلوم نہ ہو جس طرح بچہ چاہے اس طرح کرنے دین۔ بلکہ
 انکو پورا کرنے میں محبت اور دہربانی اور خوشی کے ساتھ مدد دین۔ اگر ایسا کیا جائیگا تو
 ضرور ہے کہ بچہ کو اپنی ما سے بہت زیادہ محبت اور سپریمت زیادہ ہر دوسرے ہوگا۔
 (۱۰) آخری بات اس بارہ میں یہ ہے کہ چونکہ انسانی قوائی اندرونی و بیرونی کی
 ترقی اور پرورش اور انسانی عادات و خصلات کا بننا اور مقرر ہونا خاص و مقررہ قوا
 قدرتی کے بموجب ہوتے ہیں۔ اس لئے دل و دماغ اور بدن کی پرورش کے لئے حکم یک
 کوشش و کام تو انہیں قدرتی کو مدنظر رکھ کر اور انکے مطابق و موافق کرنا چاہئے مگر خود قوائی
 ہمارے مطالب کے پورا کرنے میں مہکود دین۔ اس اصول کی مثال دیکھنے کی طاقت ہے۔
 ایک اصول یا قانون قوت باصرہ کے متعلق یہ ہے کہ ایک خاص مقدار روشنی کی تندستی
 صحت قوت باصرہ کے لئے لازمی ہے۔ اور ایک اصول یہ ہے کہ آنکھ کا کام ہے کہ ہمیشہ
 اور ہر وقت سوئے سونے کی حالت کے دیکھتی رہے۔ پس اگر آنکھ بہت تیز اور زیادہ
 روشنی میں رکھی جائے یا نہایت چھوٹی چھوٹی اشیا کو بہت دیر تک غور سے دیکھے تو ان
 دونوں حالتوں میں قوت باصرہ کو ضرر پہونچے گا۔ نیز اگر آنکھ عرصہ تک بالکل پوری
 سے الگ رکھی جائے۔ یا دیکھنے میں ہر ایک اشیا کو استعمال نہ کیا جائے تو قوت باصرہ بالکل
 بگڑ جائیگی یا کمزور ہو جائیگی۔ پس اگر اسی طرح قوائی قوت باصرہ کی ہم بالکل برعکس

کام کریں تو صرف یہ کہنے یا سننے سے کہ تیر بنیائے تری نعمت ہے کچھ فائدہ تصور نہیں کرنا
 بسطیح اور قوامی اندرونی پیرونی کا حال ہے کہ اگر انکو قوانین کے مطابق کام میں نہ لایا جائے
 گا تو ضرور ہے کہ وہ بگڑ جائیں اور ترقی معلوم ہر سے ہم بالکل محروم رہیں۔ ہاں اگر ان قوانین
 کو ہم پہلے معلوم کریں اور پھر انکے مطابق اور موافق ان کو استعمال کریں تب
 وہ نتیجہ حاصل ہوگا جو ہم چاہتے ہیں۔

فصل سوم

بچوں کے طریق پرورش کی روداد بیان

اگر خود سے دیکھا جائے اور کسی گہرائی کے بال بچوں کے آجکل کے طریق تعلیم پر نظر ڈالی جائے تو
 یہ چاقا صاف معلوم ہوتی ہے کہ ان میں غلطیوں کے سبب جو والدین کے برتاؤ سے میں ہوتی ہیں بچوں کو
 اکثر نہایت خراب عادتیں پڑ جاتی ہیں۔ بچوں کی طبیعت انکا مزاج۔ دل و دماغ۔ انکے
 ہاتھ پیر۔ سر۔ بازو وغیرہ اعضاے جسمانی کی طرح بچپن کی حالت میں نہایت ملائم اور لیسر
 ہوتے ہیں کہ انکی شکل اور صورت چاہے جس قدر تبدیل کیجا سکتی ہے۔ جس طرح سر کی شکل
 ذرا سے دباؤ سے جو کچھ عرصہ تک برابر ڈالا جائے بہت کچھ بدل سکتی ہے اسی طرح والدین
 کی نہایت خفیف باتوں اور کاموں سے بچوں کی طبیعت پر بڑا اثر ہوتا ہے جس طرح ملک
 چین کے رہنے والے اپنی عورتوں کے پیر و نگو بلحاظ فعل و بعورتی بچپن ہی سے کات کے
 جو تہ میں رکھ کر بڑھنے اور قدرتی نشوونما پانے سے روکتے ہیں بالکل اسطرح آجکل کے
 والدین لادھیار اور ناز و نعم کے سبب اپنے بچوں کے دونوں کو یہودہ اور نامناسب باتوں
 اور کاموں سے جو ان سے یا انکے سامنے کرتے ہیں بالکل گھٹ دیتے ہیں۔ ہماری یہ
 مراد ہرگز نہیں ہے کہ وہ جان بوجہہ کر اپنے بچوں کے ساتھ دشمنی کرتے ہیں۔ نہیں
 نہیں ہرگز نہیں بلکہ علاوہ عام ناز و نقدیت کے انکے ایسا کر نیکیا سبب ایک یہ بھی ہے کہ وہ
 بچوں کی طبیعتوں کو نہایت زود تاثر اور نازک نہیں سمجھتے بلکہ نہایت سخت اور بے تاثیر

سچے ہیں اور انکا عقین ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ گالیان دینی یا بڑی اور یہودہ عاوتین جو پچین
میں بچن کو سکھاتے ہیں انکا اثر بڑے ہونے پر بالکل نہیں رہیگا۔

لیکن تجربے سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں کا خیال ہے وہ بڑی غلطی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اکثر
بچن کو سکھایا جاتا ہے کہ اپنے باپ کی ڈاڑھی پکڑیں۔ یا مونچہ کے بال نوچیں یا تہہ پائیں
اور گالیان دین بلکہ یہ تو عام اور معمولی بات ہے کہ تیرے بیٹا ہوگا۔ تیری ڈاڑھی یا مونچہ
پکڑے گا۔ باپ بیچارہ ہی اپنی ظاہری بے عزتی سے دل میں خوش ہوتا ہوگا۔ کیا بچے کے
ایسے والدین اور بزرگوں کو یہ عقین یا امید رکھنی چاہئے کہ لڑکا بڑا ہو کر ہماری بڑی عزت
کریگا یا تمہارے نہایت توقیر و مکرم سے پیش آئیگا۔ اگر انکی یہ امیدیں ہیں تو ہمارے نزدیک
نہایت بیجا ہیں۔ کیونکہ اگر کوئی بچہ بول کا درخت بوئیگا تو اُس میں آم کبھی نہیں لگیں گے۔
اجکل کے والدین کو بڑی ننگاریت ہے کہ لڑکے نالائقی سرکش اور بے ادب ہوتے ہیں لیکن
یہ نہیں خیال کرتے یا سوچتے کہ جو بڑی عاوتین اور یہودہ حرکتیں ہنسنے انکو پچن کے زمانہ
میں سکھائی تھیں یہ انکا نتیجہ ہے۔

جس بڑی عادت کی بنا پچین میں ڈال دی جاتی ہے اُسکی بچ کنسی بڑی عمر میں جڑ کی دھکی یا
سزا دینے سے ہرگز نہیں ہو سکتی۔

بچہ ہونے کے دن سے اگر غور کیا جاوے تو عموماً یہ بے احتیاطان بچنے کے ساتھ کی جاتی ہیں۔
اول۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ماکی جہاتیوں سے ڈو وہ کم نکلتا ہے۔ اس سبب سے
ڈو وہ اتارنے کی کوشش کرنے کے بجائے بچے کو گایکا ڈو وہ دینے لگتے ہیں۔ اور یہ
ڈو وہ چونکہ احتیاط اور مناسب ترکیب سے نہیں دیا جاتا بچے کو پیٹ کی بیماریاں ہوجاتی
ہیں۔ پہنچا ہوا ڈو وہ الٹی کرنے لگتا ہے اور تیلے تیلے دست آنے لگتے ہیں۔ بچہ موم کہتا جاتا ہے
اور پیٹ کے درد سے بُت روتا ہے اسپر ہی لگائے گا ڈو وہ بند نہیں کجاتا اور وہ بچہ
مر جاتا ہے۔

دوم کہنی کہی بچہ کو پیدا ہونے ہی ماکے دودھ نہ اُترنے کے سبب دست نہیں آتا اگر شہ
تور اُتوڑا دودھ اُترتا ہے لیکن وہ اتنا نہیں ہوتا کہ گھل کر دست آسکے۔ پس
اس سبب سے بچے کو قبض ہو جاتا ہے۔ اور قبض سے تشنج یا سرور سے کسی بیماری پیدا
ہو جاتی ہے جس کا ذکر ہمیں بیاریون کے باب میں کیا ہے۔

سوم۔ اکثر عورتیں کہ دودھ اُترنے کے سبب یا سستی آرام طلبی اور نفاثی خواہشوں کے
پورا کرنے کے واسطے اپنے بچوں کو بے سوچے سمجھے اور بغیر کافی تلاش کے یون ہی چاہتا
جس دہائے کو دیدی تھی مین۔ دہائے ہی روپیہ کے لالچ کے سبب جابے بچہ کو دودھ
پلانے کے لائق ہو یا نہ ہو فوراً اسکو لیلیتی ہے اور اپنے گہر لچا کر اسکو شروع ہی سے
روٹی کے ٹکڑے دینے شروع کر دیتی ہے۔ جس بچہ کی قدرتی نشوونما میں بڑا حرج ہوتا ہے
اور بچہ کا پیٹ بھول جاتا ہے۔ ہاتھ پر لکڑی سے ہو جاتے ہیں اور ایک عجب شکل ہو جاتی
ہے۔ مین ایک عورت کا حال معلوم ہے جسکو انہی تن پروری آرام اور شوق پورا کرنے
کے بہت خواہش تھی۔ اسنے ہرگز ہرگز گوارا نہ کیا کہ آپ ہی اپنے پیٹے بچہ کو دودھ پلانے
ایسے آسے ایک دہائے کو دیدیا۔ بچارے لڑکے کی جو حالت دہائے کے ہان ہوئی
اس کے بیان کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ ہاتھ پیر سو کہہ کر کاٹھا موگئے پیٹ اُپرا آیا
اور جب وہ چہہ سات برس کا ہو گیا تب ہی شکل سے پیدل چل سکتا تھا۔ بات کرتے
ہوئے ستلاتا تھا شکل سے چار پانچ نفاذ زبان سے نکلتے تھے۔ آٹھ سال کی عمر میں اسکو
دہائے کے ہان سے لیگیا۔ پانچ چار برس تک اسکو اچھا کھانا کپڑا ملتا اسکی کچھ شکل
نکلی اور بونی ٹھیک ہوئی مگر جو اثر دل و دماغ پر دہائے کے ہان ہوا وہ اب تک لاعلاج
ہے۔ اس لڑکے کا دل نہ بڑھنے پر لگتا ہے نہ لکھنے پر اور ہر ہرنا اور برے کاموں کی
طرف رجوع ہونا اس کی عادت سی بڑھ گئی ہے یہ سب نتیجہ اسکی نامگی آرام طلبی اور تن
پروری کا ہے۔

چہارم بچہ کو مابین دو وہ بلائے میں کتنی ہی مضر بائین انجانی سے کرجاتی ہیں اور
 اکتے بہت سے نقصان ہوتے ہیں۔ بعض مابین تو بچہ کو ہر وقت چہاتی سے لگائے رہتی ہیں اور
 بچہ زیادہ دودھ پی جاتا ہے اور اسکو بد ہضمی ہو جاتی ہے۔ جسطح بڑے آدمیوں کو زیادہ
 کھانا کھانے سے بد ہضمی ہوتی ہے اسی طرح بچہ کو زیادہ دودھ پینے سے۔ اسکو کیا خبر کہ اب
 بیٹ ہر گیارہ پون اسکے منہ میں جب تک دودھ آتا رہیگا پئے جائیگا۔

بعض عورتیں رات بھر بچہ کو چہاتی سے لگائے سوتی ہیں۔ اس سے ہی وہ ہی نقصان پہنچتا
 ہے جو اوپر بیان ہوا خاص کر پہلی رات کو دودھ ہرگز نہیں پلانا چاہئے۔ بعض مابین
 اپنے بچہ کو رنج و غم و غصہ کی حالت میں اکثر دودھ بلا دیتی ہیں جس سے بچہ کو دودھ ہضم
 نہیں ہوتا اور پیٹ میں خلل ہو جاتا ہے اس بات کا کیسوخیاں تک نہیں آتا اور اکثر ایسا
 ہوتا ہے کہ دودھ پلاتے پلاتے عورتیں اڑتی ہیں جھگڑتی ہیں روتی ہیں غرض ہر طرح سے
 اپنی طبیعت کو بڑھاتی ہیں اور اسوقت کا زہر سا دودھ بچہ کو پلاتی جاتی ہیں۔

ششم۔ ایک نہایت ہی خراب رواج یہ ہے کہ جب بچہ ذرا ہی بیمار ہوتا ہے اسکا اور کچھ
 علاج نہیں ہوتا بلکہ تعویذ گنڈے اور جہاز ایسوی کرانے لگتے ہیں۔ عورتوں کو اوپری پر
 کالیقین ہو جاتا ہے جہاڑنے والوں اور تعویذ گنڈے سے دینے والوں کا علاج شروع ہو جاتا
 ہے۔ جہاڑنے والا آتا ہے۔ سرسوں۔ رامی وغیرہ پڑھ کر بچہ پر مارا اسکا کام تمام کر کے
 چلا جاتا ہے۔ افسوس یہ ہے کہ آجکل کے تعلیم یافتہ باپ ہی اس قسم کی باتوں کا کافی تذکرہ
 نہیں کرتے اور اکثر بچوں کی موت یا اور بڑے نقصان کا سبب ہوتے ہیں۔ اس غفلت کا
 سبب زیادہ تر یہ ہے کہ ماں باپ کو اپنی اس بڑی بیماری ذمہ داری اور جوابدہی کا ذرا
 ہی خیال نہیں ہوتا جو وہ اپنی اولاد کے پیدا کرنے کے سبب اپنے ذمہ لیتے ہیں۔

ششم۔ بچہ کے دانت نکلنے ہی نہیں پاتے ماں باپ اور اور ششہ دار اپنے لاڈ پیار میں
 بچہ کو حلو اور چوڑی اور اور الائے بلائے اور گوشت خور اور شہ باز ڈالتوں میں

شراب اور گوشت تک ہی کھلانا شروع کر دیتے ہیں بعضوں کو سوائے بچہ کے کھانا نہ رہنے کے اور کچھ کام ہی نہیں ہوتا اور بے موقع بے وقت ایسی چیزیں بچہ کو کھلانے سے جنکو وہ مضمین کر سکتا خواہ مخواہ اسکے پیٹ میں درد ہونے لگتا ہے۔ دست آنے لگتے ہیں اور بد ہضمی اور پیٹ کا خلل ہو جاتا ہے اور بعض اوقات مرہی جاتے ہیں۔ بالخصوص بچوں کے کھانے پینے میں جلدی احتیاط کیجئے تھوڑی سی ہے کیونکہ ان کے معدے نہایت نازک ہوتے ہیں اور ذرا سی بے اعتدالی اور بد پرہیزی سے بڑے اور بڑے نتیجہ پیدا ہو سکتے ہیں۔

مہضم۔ اکثر مائیں حل رہ جانے کے سبب یا بعض دفعہ بغیر حل رہنے کے ہی بہت جلد بچہ کا دودھ پھر اڑتی ہیں۔ اس سے بچہ بہت کمزور ہو جاتا ہے اور چونکہ اُسکو سجائے دودھ کے بہت سا کھانا کھلایا جاتا ہے اسلئے اُسکو پیٹ کا خلل ہی ہو جاتا ہے اور اسی طرح بچہ ہمیشہ بیمار رہتا ہے۔ اور اسی طرح جب دانت نکل آئیں اُسکے بعد ہی بعض مائیں دودھ پلانی رہتی ہیں یہ بھی بچہ اور ماں کے واسطے نہایت مضر ہے کیونکہ ماں بہت دودھ پلانے سے کمزور ہو جاتی ہے اور بچہ کو اُن دنوں کا دودھ سواقی نہیں آتا۔

ہشتم۔ بچہ کو کپڑے وغیرہ پہنانے میں ہی آجکل بڑی بے اعتدالیان ہوتی ہیں۔ اکثر عورتیں اپنے بچوں کو خاص کر گرمیوں میں ننگے بدن اوس میں سلا دیتی ہیں اور اُسکے سبب سردی و کام کھانی پیٹ کا خلل وغیرہ بیمار یاں ہو جاتی ہیں۔ بچہ کے بدن پر ہمیشہ کپڑا ضرور رہنا چاہئے۔

نہم۔ اکثر ماں باپ اپنے بچوں کو یونہیں چھوڑتے ہیں چاہے وہ مٹی میں سینیں یا کچھ مین گریں۔ اکثر خاک میں لوٹنے دیتے ہیں۔ مٹی کھانے کی عادت کو نہیں روکنے اور ذرا پروا نہیں کرتے اسی وقت صفائی اور ستھرائی کی بہت ضرورت ہوتی ہے اور اسی وقت نہایت سیلے کھیلے کپڑے اور غلیظ بدن رکھتے ہیں اکثر بچوں کا شہ بہت سیلا رہتا ہے اور انکو کبھی دیکھ کر صاف نہیں کیجائی انکی کپڑیں دکھائی آجاتی ہیں گال پھٹ جاتے ہیں اور دانت کمزور ہو جاتے ہیں۔

وہم۔ اکثر دال میں اپنے بچوں کو بہت شہنائی کہلاتے ہیں ذرا بچہ رو یا پیسے کے پڑے ہنگامہ
 ذرا نقد کی پیسے کے لٹو لٹو کے دیدئے۔ غرض شہنائی بچوں کی عام غذا مقرر ہوتی ہے
 انکی روٹی دال گویا شہنائی بن جاتی ہے۔ لیکن شہنائی کا بچوں کو کہلانا اور خاص کر زیادہ
 کہلانا نہیں مضر ہے کیونکہ اس سے دانت کمزور ہوتے ہیں اور پیٹ کا نخل ہو جاتا ہے
 اور اکثر چرچے ہی ہو جاتے ہیں جس بیار۔ ہی کا ذکر ہم بیماریوں کے باب میں کر آئے ہیں۔
 بچوں کو خیرہ بوزہ اور کچا بوزہ وغیرہ ہی نہیں کہلانے چاہئیں۔ بلکہ شہنائی امرود اور کچا
 وغیرہ تو بقیہ کم کہلانے اتنا ہی بہتر ہے۔ باسی کہلانا بچوں کو خاص کر ہرگز نہیں کہلانا
 چاہئے اگرچہ عموماً کہلایا جاتا ہے۔ لیکن بچوں کے معدے تو بڑوں سے بھی زیادہ نازک
 ہوتے ہیں جب بڑے آدمی ہی باسی کہلانا چاہیے نہیں چھانٹنے تو پھر بچے کس طرح
 سچا سکتے ہیں۔

یہ تمام کہانے پینے اور پینے کی غلطیاں ہیں جو آج کل مائیں کرتی ہیں۔ اب ہم دوسری
 طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

اول۔ بعض مائیں جنکو اپنا سچا بہت پیارا ہوتا ہے اسکو اپنی گود میں ہی لئے رہتی ہیں
 چار پائی پر بہت کم لٹاتی ہیں۔ اس سے بچے کے ہاتھ پیر نہیں کھلتے۔ دودھ مضم نہیں ہوتا اور
 جب اسکو کچھ عرصہ تک زیادہ تر گود میں رہنے سے گود میں کی عادت پڑ جاتی ہے تو پھر
 جب کبھی ضرورت کے وقت کہاٹ پر لٹاتے ہیں تو رونے لگتا ہے۔ اور سب سے بڑی
 بات یہ ہے کہ آگے کو اسکی عادت بگڑ جاتی ہے۔

دوہم۔ جب دو تین مہینے کا ہوتا ہے تب ہی سے اپنی ماکی آواز دہکی اور پیار وغیرہ
 کو پہچانتے لگتا ہے۔ بعض مائیں یہاں تک بے رحم ہوتی ہیں کہ اسی عرصے سے جب بچہ رونے
 لگتا ہے اور اٹنے چپکا کرنے سے چپ نہیں ہوتا تو اسکو گالیان دینے دہمانے اور سارے
 لگتی ہیں یہ بیان ہو چکا ہے کہ اسوقت سچا مزاج ایسا ہوتا ہے کہ جو بات اسکے دلچسپی ہے

اسکا نقش اسکی طبیعت پر ہمیشہ کھلے ہو جاتا ہے۔ پس اس کو ہلکی اور غصہ سے بھانپنا
 بچہ اسکو سمجھ سکتا ہے اسکی طبیعت پر نہایت برا اثر ہوتا ہے۔ اول ایسے چھوٹے بچے
 اکثر کسی نہ کسی تکلیف کے سبب روتے ہیں ہند کے سبب سے نہیں۔ جب وہ دیکھتے ہیں
 کہ رونے سے بجائے تکلیف کے رفع کرنے کی کوشش کے الٹی انکو اور زیادہ تکلیف
 پہنچائی جاتی ہے تو انکا دل اندر ہی اندر بہت گھٹتا ہے اپنی ماں کو دشمن سمجھنے لگتے ہیں اسکا
 پاس رہنے سے خوش نہیں ہوتے بلکہ اُس سے ڈرتے لگتے ہیں۔ اور جو شخص انکو اچھی
 طرح رکھے اُسکے پاس سے مان کے پاس ہرگز نہیں جاتے بغرض یہہ اور ایسے ایسے اثر
 شروع ہی سے بچہ پر ہونے شروع ہو جاتے ہیں جو بڑے ہو کر بُری عادتیں ہو جاتی ہیں۔

سوم۔ جب بچہ بڑا ہوتا ہے کچھ سمجھنے اور بولنے لگتا ہے تو اسکو بہت سی گالیان سکھائی
 جاتی ہیں۔ یہہ اس طرح ہوتا ہے۔ بچہ کی عادت ہوتی ہے کہ جو آواز وہ بہت دفعہ سنتا ہے
 اسی کی نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اب بعض اوقات قوائیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ اپنے
 بچے سے خواہ غصہ میں خواہ بیار میں ہر دفعہ گالی دیکر بولتی ہیں۔ دوسرے بعض مرد و
 بعض عورتیں جان بوجہ کر لڑکے کو سکھلاتے ہیں کہ ماں کو یہہ گالی دے باپ کو یہہ گالی
 دے اور جب وہ گالی دیتا ہے تو خوش ہوتے ہیں اور اُس سے دوبارہ دوبارہ بلکہ
 دن بہر میں بیسیوں دفعہ سکھلاتے ہیں۔ بعض عورتیں اپنے لڑکوں پر بہت غصہ ہوتی
 ہیں۔ خصلتی ظاہر کرتی ہیں ملرتی پتی ہیں۔ غرض ہر طرح انکے واسطے بُری مثال
 قائم کرتی ہیں۔ غصہ ہونے سے لڑکے کو غصہ کرتا آتا ہے بیٹے اور بے فائدہ یا بے ضرورت
 یا بے موقع وہ ہلکی سے لڑکے جیسا اور بے شرم ہو جاتے ہیں۔ اور رقتہ رفتہ انکو اس
 بار پٹ کا ہی چنداں خوف نہیں رہتا۔ گویا ان کا کسی بُری بات سے روکنا
 لا علاج سا ہو جاتا ہے۔

چہارم۔ جب بچہ کو ذرا زیادہ عقل آجاتی ہے تو اسکو جھوٹ بولنا سکھایا جاتا ہے اول

با محبت بہن بھائی اور اور رشتہ داروں کا رشتہ داروں کا جھوٹ جو معمولی کاموں میں بغیر ذرا سی بھی چھپک کے بولا جاتا ہے اور جس کو بچہ بعض وقت سمجھ لیتا ہے ایک بڑا بھاری ذریعہ پچے کو جھوٹ سکھانا نکالنا ہے مگر اس سے بھی زیادہ یہ ہے کہ اگر بچہ سے باتیں کی جاتی ہیں تو جھوٹی ٹاٹا کر اُسکو پہلایا جاتا ہے تو جھوٹ کے ذریعہ سے اگر دھکی دی جاتی ہے تو جھوٹی الغرض جتنے بڑا بچوں سے کئے جاتے ہیں انہیں سے اکثر جھوٹ پر مبنی ہوتے ہیں۔ اگر بچوں سے کہانیاں کہی جاتی ہیں تو بالکل جھوٹی اور بنے تیج ہوتی ہیں جب کوئی چیز جو بچے کے پاس ہوتی ہے یعنی ہوتی ہے تب اُسکے ہاتھ سے چھین کر یہی کہتے ہیں کہ بندر لے گئے فتنہ رفتہ رفتہ کے کو معلوم ہو جاتا ہے کہ بندر اصل میں نہیں لیکھے اور یہ صرف اُسکو دھوکا دینے کی ترکیب ہے اور رفتہ رفتہ وہ بھی اسن ہو کر دہی کو اختیار کر لیتا ہے۔

جب دھکی دی جاتی ہے یاد درایا جاتا ہے تب بھی یہی کہا جاتا ہے کہ ہوا آجایا بڑھ گیا جاگی ناک کان کا مگر لجا ایگی وغیرہ وغیرہ۔ ایسی باتوں کو بچہ ابتدا میں سچ جانتا ہے لیکن رفتہ رفتہ جب حقیقت معلوم ہو جاتی ہے تب اسپر نہایت بڑا اثر پڑتا ہے۔ اس کو اپنے والدین کی بات کا اعتبار نہیں رہتا اور خود جھوٹ بولنا اور کرو دھا سیکھ جاتا ہے۔

بچہ اکثر بچوں سے ایسی باتیں کی جاتی ہیں کہ تیرا سیاہ ہو گا ہو آئیگی تو گھنا پنہنے کا گناہی کے کپڑے پہنے گا برات چڑھی گی یہ ہو گا وہ ہو گا غرض اُسکو بچپن ہی سے پڑھنا کھنایا اور کوئی مفید بات نہیں سکھائی جاتی بلکہ شادی کی طرف متوجہ کرتے ہیں اور بیرونی زیبائش اور کپڑوں کے زرق و برق کا شوق دلاتے ہیں اور اعلیٰ خیالات کی بنیاد ڈالنے کے بجائے کمینہ اور خود غرضانہ عادتیں پیدا کی جاتی ہیں۔ جس بچے کو شروع سے ہی اپنی شادی کا خیال ہے وہ جب بڑا ہو گا ضرور اُسکو یہ خیال رہے گا کہ شادی جسکے واسطے اتنے دنوں سے مجھ کو امید دلائی جا رہی ہے ضرور کوئی بڑی ہی اچھی چیز ہوتی ہوگی۔ پس وہ اُسکا شوقین شروع سے ہو جاتا ہے اور بعض اوقات اپنی شادی ضد بھی

کر بیٹھتا ہے پہر کچھ اُور بڑا ہوا تو اپنے ہم عمروں سے شادی کا مطلب و مقصد دریافت کرتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ سب ہی اشراف نہیں ہوتے کسی بد معاش نے شادی کی کیفیت اور رنگ میں دکھائی لڑا کین ہی سے خراب عادتوں کی بنیاد پڑنی شروع ہوئی رفتہ رفتہ ترقی پچڑی انجام کار نہ دین کار ہتا ہے نہ دنیا کا۔

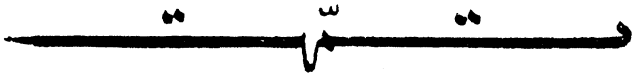
ششم۔ والدین آجکل سب بات کا بالکل خیال اُور لحاظ نہیں رکھتے کہ لڑکوں کو بچپن سے ہی بُری صحبت اور زراب ساتھیوں میں نہ رکھا جائے اُور بچپن اطفال کے پاس بیٹھنے نہ دیا جائے۔ جیسے ہم نے اس کتاب میں موقع موقع ذکر کیا ہے بچپن میں خاص کر لڑکوں پر اپنے ارد گرد کی باتوں۔ مثالوں۔ کاموں۔ اُور صحبت کا اثر ہوگا کیونکہ اس وقت اُمین اپنی عقل تو کافی نہیں ہوتی جیسا اُور وں کو کرتے دیکھتے ہیں ویسا ہی کرتے ہیں لڑکوں میں لڑکوں کی بُری مثالوں سے بچنا ضروری ہے علاوہ اسکے آجکل مدرسوں اُور مکتبوں میں بعض ایسی بد چلنیاں اُور بُری عادتیں اور زرابیاں عموماً ہوتی ہیں جو تمام زندگی پر اپنا نہایت بُرا اثر ڈالتی ہیں اُور صحت ترقی عقل علم اُور اخلاق پر ٹھیک نتیجے پیدا کرتی ہیں جیسے لڑکوں کا آپس میں فعال شغویہ وغیرہ زنا نہایت علینط اُور مخش لفظ

بات بات میں منہ سے نکالنے۔ سو دا وغیرہ کھانا اُور کھانا جو فضو نخری قرضہ اری والدین کے رنج و تکلیف کا سبب ہوتے ہیں اُور بچپن سے ہی بالکل نفسانی نچیوانی خواہشوں کے تابع کرتے ہیں۔ اگر والدین اپنی اولاد کو۔ بد اخلاقی۔ بیماری و کم عمری۔ اور کم عقلی و بے علمی سے بچانا چاہیں تو انکو لازم ہے کہ انکو

لکھبانی میں رکھیں اُور خواہ لڑکوں و لڑکیوں جو بُری عمر کے مردعو تو کئی صحبت بد سے بچائیں اس موقع پر اُن مضر اخلاقی اُور جسمانی نتائج کی طرف اشارہ کرنا بھی بے موقع نہیں جو خاص لڑکوں پر بچپن میں زندگیوں کے ناچ میں جانے زندگیوں سے چھڑے جانے انکی گود میں لئے جائیں۔ اُن سے باتیں کرنے اُور اُن سے اپنے بزرگوں اُور والدین کو مشاقتیں

اُوپر چھاڑ کرتے ہوئے دیکھنے سے ہونی لازمی ہیں۔ بچوں کو شروع پیدائش سے جنتک
 اُوپر سطح ہو سکے ہر طرح کی بری صحبت بُرے خیال بُرے لفظوں کے سُننے بُری کتابوں
 کھ پڑھنے سے بچانا چاہئے۔

یہ وہ خرابیاں ہیں جنکو مختصراً اس موقع پر لکھا گیا ہے اُوپر جو عموماً آج کل کے طریق
 پرورش میں پائی جاتی ہیں جب تک ہمارے دلیں کے مرد اور اُنسے زیادہ عبور تیں یا
 مائیں ان خرابیوں کے دور کر نیکی طرف توجہ نہ کریں گی اُنکی اولاد کا اچھا اٹھنا اُوپر نیک اُوپر
 فرمانبردار وغیرہ ہونا محال ہے۔



اغلاطنامہ

صفحہ	سطر	مضمون غلط	مضمون صحیح	صفحہ	سطر	مضمون غلط	مضمون صحیح
۷	۲۱	برے	برے	۷	۱۶	بخنے	بخنے
۸	۱۵	ہو	ہوگا	۸	۱۷	پلانا یا سونگھانا	پلانا یا سونگھانا
۱۰	۷	جانتی	جانتیں	۱۰	۵	مبارک باد	مبارک بادی
"	۲۱	مگر	مگر جب	"	"	کاتی	کافی
۱۲	۷	بھیجیں	بھیجیں	۱۱	۱۱	- دودھ	اُور اگر دودھ
"	۱۹	ذره	ذرا	"	۱۲	چھاتو نیپر	چھاتو نہیں
۱۳	۵	ٹوپی	ٹوپی	"	۳	اسوقت ہی	اسوقت
"	۲۱	صرف اتنا ہی	اتنا ہی	"	۶	اسطرح	اسطرح
۱۴	۱۸	پُورا	اُنکو پورا	"	۱۰	چنہ ہفتہ تک	تو چنہ ہفتہ تک
۱۵	۱۰	پلائیسے	پلائیکے سبب	"	۱۵	تاکہ بچہ	تاکہ بچہ میں
"	۱۱	اور ونسے	اور ونکا	"	۶	بچی	بچی
"	۱۹	نہو جائے	ہو جائے	"	۸	خوشی نہیں کو	خوشی انہیں کو
"	۲۰	ذره	ذرا	"	۱۶	اعتدال	اعتدال
۱۶	۹	بچو کی دہائیں	بچو کی مائیں	"	۲۱	لیا جاتا ہے	لی جاتی ہے
"	۱۴	انہیں	سے نہیں	"	۱	لکھنیں	لکھنیں
۱۷	۹	نچٹانا	کچھ نچٹانا	"	۲	خافلانہ	خافلانہ
"	۱۲	دانت صرف	دانت	"	۹	بھی	بھی

